96

جواہر رسالت

جمع کردہ

ابو تمکین افتخار احمد

ناشر:- المطبوعات

۱/۴ بہار کالونی- کلیٹن روڈ- کراچی ۵
(پاکستان)

۴م

DATA ENTERE

۲۹۷۲۳۸
۲۰۵۷۵۱
۱۹۵۶

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
مقصد	۳	انفاق فی سبیل اللہ	۵۴
اخلاص نیت	۷	امر بالمعروف ونہی عن المنکر	۶۱
حلاوت ایمان	۱۲	قول وفعل میں تضاد	۶۷
محبت رسولؐ	۱۴	نفاق وعلامات نفاق	۶۹
اطاعت رسولؐ	۱۶	اقتدار وقیادت	۷۴
انداز بود وباش	۲۰	نعرۂ دین لگا کر دنیا طلبی	۸۷
داعی حق کی شان	۲۲	چند سعید روحیں	۸۸
علم — کبر علم — مصاحبت	۲۴	چند اشقیاء	۸۹
احساس برتری وخود پسندی	۲۷	دل گداز	۹۱
حسن اخلاق	۳۰	بصائر وحکم	۹۹
حسن سلوک	۳۲	معیار ومیزان	۱۰۷
حفظ لسان — غیر ذمہ دارانہ گفتگو	۳۴	دورِ ابتلاء — اور — دورِ مہلت	۱۱۲
اسلامی اخوت — باہمی ارتباط — باہمی اعتماد	۳۶	مسئولیت	۱۱۸
حقوق العباد —	۴۳	ذکر ودعا	۱۲۱

طبع اوّل تعداد ۱۰۰۰

DATA ENTERED

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمد للہ الذی نور الارض بانوار النبوۃ والصلوۃ والسلام علی من بعث فی المومنین لیزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وعلی آلہ وصحبہ الذین ھم نجوم الھدایۃ۔

اس مجموعہ سے مقصود نہ تو کتب حدیث میں ایک کتاب کا اضافہ ہے اور نہ اس مرتبۂ جلیل و منصب عالی کا میں اہل ہوں، بلکہ ایک بے بضاعت اور تہی دامن انسان کی یادداشت کا یہ ایک حصہ ہے جو وقتاً فوقتاً کتب احادیث کے مطالعہ کے وقت قلمبند کرتا گیا تھا۔

مطالعۂ قرآن و حدیث کی خاطر منعقد ہونے والی متعدد مجلسوں میں اس کے کچھ حصوں سے استفادہ کے مواقع بھی آئے، افہام و تفہیم اور غور و تدبر کے سلسلہ میں جو باتیں بیان کی گئیں، وہ بالاختصار "تشریحی اشارات" کے ضمن میں تحریر کر دی گئی ہیں۔

میرے نزدیک حدیث و سنت اور اسوۂ رسول کی نہ صرف یہ کہ افادیت و ضرورت ہے بلکہ اگر قرآن کی آیت ـــــ لقد کان

Marfat.com

لکم فی رسولِ اللّٰہ اسوۃٌ حسنۃ[1] ــــ منجانب اللہ ہے، اور یقیناً منجانب اللہ ہے، اور اگر قرآن کی آیت ــــ ...... یتلو علیکم[2] ایاتنا ویزکیکم و یعلمکم الکتاب والحکمۃ ــــ قرآن ہی کی آیت ہے اور بلاشائبۂ ریب قرآن ہی کی آیت ہے، اور اگر ــــ وما انزلنا[3] علیکَ الکتابَ اِلّا لتبیّن لھم الآیہ ــــ اُسی کتاب کی آیت ہے جس کی حفاظت کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے اور مجالِ شک و انکار نہیں کہ اسی کتاب کی آیت ہے، تو پھر ان آیاتِ منصوصہ کا یہ واضح اقتضاءُ النص ہے کہ مہبطِ وحی کا اسوۂ حسنہ، معلمِ قرآن کی تعلیم[4] اور مبیّنِ قرآن کا بیان بھی محفوظ ہوں، اور اگر یہ اصول مسلّم و ثابت شدہ ہے کہ قرآن کی نہ صرف یہ کہ صراحۃ النص اور دلالۃ النص قابلِ استدلال اور حجت ہیں، بلکہ قرآنی آیات کا اشارۃ النص اور اقتضاء النص بھی دین میں حجت ہیں تو اس کو بھی صحیح ہونا چاہئے اور اسے بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ مذکورہ آیات قرآنیہ کا یہ اقتضاء النص (سنت) بھی دین میں ایک حجت بنے، البتہ حفاظتِ قرآن

---

[1] تمہارے لئے رسول اللہ کا اسوۂ حسنہ واجب الاتباع ہے۔

[2] (یہ رسول) تمہارے سامنے ہماری آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور تمہارا تزکیہ کرتے ہیں اور تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

[3] اور ہم نے (اے نبی) آپ پر "الکتاب" اس لئے نازل کی ہے تاکہ آپ ان لوگوں کے سامنے تشریح و وضاحت کریں

[4] جسے تلاوتِ قرآن (یتلو علیکم) کے علاوہ، اُس تلاوت سے الگ ایک مستقل بالذات شئے ہونی چاہئے۔

اور حفاظتِ سنت میں فرق یہ ہے کہ قرآن کے لئے لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ کی ضمانت خود اللہ تعالیٰ نے لی ہے، اور سنت کے لئے اس کی ضمانت نہیں لی گئی، اس لئے خلط و وضع سے منزہ نہ رہ سکی مگر کس قدر نادانی کی بات ہوگی اگر ایک پیالے میں رکھے ہوئے دودھ کے اندر پانی کی آمیزش کے باعث پیالے کے اندر دودھ کے وجود ہی سے انکار کر دیا جائے، اور جب کسی کیمیاوی طریقہ سے اس دودھ کو پانی سے جدا کرکے پیش کیا جائے تو کہا جائے کہ اس دودھ کی افادیت وخاصیت محض اس وقت تک تھی جب تک اس میں پانی نہ ملایا گیا تھا۔

البتہ تمیزِ اصل ونقل اور جواہرات کے ایک ڈھیر سے اس میں سے مخلوط سنگریزوں کو جدا کرنے کا کام اہل علم اور صاحب نظر فاضل شخصیتوں کا ہے، اور الحمدللہ کہ سلف صالحین نے یہ کام بڑی حد تک باحسن وجوہ کر دیا ہے اور آنے والی نسلوں کے لئے نقد وتدبر اور احقاق صحت وثواب کے ایسے سامان بھی فراہم کر دیئے ہیں، جن سے بصیرت تامہ رکھنے والے عمیق فکر کے مالک ارباب علم وفضل آج بھی یہ کام کر سکتے ہیں۔

زیر نظر مجموعہ میں ہر عنوان کے تحت قرآن کی ایک دو آیات کو اصل ٹھہرا کر اس کے ماتحت ایسی چند احادیث جمع کی گئی ہیں، جو اس بات کا پتہ دیتی ہیں کہ رسول اللہ نے ان آیات کی تعلیم کس کس زاویۂ نگاہ سے دی، اور کیسے کیسے دلنشین اسالیب اختیار فرما کر متعلمین کے قلوب میں ہدایاتِ ربانی کو راسخ فرمایا، اور کس کس انداز وطرز سے تزکیۂ نفس فرمایا۔

Marfat.com

احتیاط و ذمہ داری کے خیال سے اس مجموعہ میں بلا واسطہ حوالہ انھیں کتب کا دیا گیا ہے، جن سے براہ راست احادیث نقل کی گئی ہیں نہ کہ اصل منقول عنہ کا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اور جو لوگ اس سے متمتع ہوں۔ ان سے بھی اس دعا کے لئے التماس ہے کہ یہ مجموعہ میرے لئے زادِ آخرت کا کام دے۔

اہل علم و نظر سے استدعا ہے کہ ان غلطیوں سے جو انھیں اس مجموعہ میں نظر آئیں مجھے ضرور مطلع فرمائیں تاکہ میری ہدایت بھی ہو اور دوسرے ایڈیشن میں اس کی تصحیح بھی ہو جائے۔

ابو تمکین افتخار احمد غفرلہ

۱۵ شعبان سنہ ۱۳۷۲ھ
۳۰ اپریل سنہ ۱۹۵۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخلاصِ نیت مدارِ قبولیت و فضیلت

وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَاءَ [1]

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ [2]

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ [3]

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوٰی (الحدیث)
(بخاری بروایت حضرت عمر بن الخطابؓ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اعمال (کی جزا ئیں) نیتوں کے ساتھ (وابستہ) ہیں، اور ہر شخص کے کام کا ثمرہ وہی ہے جس کی وہ نیت کرے۔ الخ

---

[1] اور انھیں اس کے سوا اور کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ یکسو ہو کر دین کو اللہ کے لئے خالص کرتے ہوئے صرف اسی کی اطاعت و بندگی کریں۔ (سورۃ البینہ)

[2] تم میں سب سے زیادہ باعزت اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو۔ (الحجرات)

[3] اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنی جان بیچ دیتا ہے (سورۂ بقرہ)

Marfat.com

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ۔

(مسلم بروایت حضرۃ ابوہریرۃ رض)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمھاری صورتوں (کے ظاہری حالات) اور تمھارے اموال کی طرف (بنظر قبولیت) نہیں دیکھتا، بلکہ وہ تمھارے دلوں (کی اندرونی حالت) اور تمھارے اعمال کی طرف نظر رکھتا ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ اَمَرَ اللّٰہُ مُنَادِیًا یُنَادِی، اَلَا اِنِّی جَعَلْتُ نَسَبًا وَجَعَلْتُمْ نَسَبًا فَجَعَلْتُ اَکْرَمَکُمْ اَتْقَاکُمْ فَاَبَیْتُمْ اِلَّا اَنْ تَقُوْلُوْا، فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ خَیْرٌ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ فَالْیَوْمَ اَرْفَعُ نَسَبِی وَاَضَعُ نَسَبَکُمْ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک منادی کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیگا کہ (لوگو!) میں نے ایک نسب (معیار شرافت) بنایا اور تم نے (اسے چھوڑ کر ایک دوسرے) نسب (کا ثبت) بنا ڈالا، میں نے تم میں سب سے زیادہ خدا ترس کو باعزت بنایا، مگر تم نے اسے رَد کرکے (اس کے علی الرغم) یہ کہا کہ فلاں بن فلاں بہتر ہے فلاں ابن فلاں سے۔ آج کے دن میں اپنے (مقرر کردہ) نسب (معیار فضیلت) کو سربلند اور غالب کرتا ہوں، اور تمھارے

(الترغیب والترہیب بحوالہ طبرانی بروایت حضرۃ ابوہریرہؓ)

(خود ساختہ) نسب کو پست اور مردود قرار دیتا ہوں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لینتھین اقوام یفتخرون بآبائھم الذین ماتوا انما ھم فحم جھنم، او لیکونن اھون علی اللہ عزوجل من الجعل الذی یدھدہ الخرء بانفہ، ان اللہ اذھب عنکم عبیۃ الجاھلیۃ وفخرھا بالآباء، انما ھو مومن تقی وفاجر شقی الناس بنو آدم، وآدم خلق من تراب

(الترغیب والترہیب بحوالہ ابوداؤد بروایت حضرۃ ابوہریرہؓ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک وقت آئے گا جب لوگ اپنے فوت شدہ آباء پر فخر کرینگے وہ جہنم کے ایندھن ہیں اور اللہ کے نزدیک اس گندے کیڑے سے بھی زیادہ حقیر، جو غلیظ کو اپنی ناک سے لڑھکاتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے نخوتِ جاہلیہ اور آباء پر فخر و غرور کو پرے رکھا ہے، یہاں یا تو کوئی مومن تقی ہے، یا فاجرِ شقی۔ لوگ آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ مٹی سے پیدا کئے گئے۔

تشریحی اشارات:۔ انسان کے ہر عمل کا محرک انسان کا ارادہ اور اس کی نیت ہے، اسی نیت کے محور پر انسانی اعمال گردش کرتے ہیں، نیت کا فتور اعمال انسانی میں فتور پیدا کرتا ہے اور حسنِ نیت انسان کے عمل کو بہتر بناتا ہے، ایک چاہ کن جس کی نیت یہ ہو کہ لوگ اس کنوئیں میں گر کر ہلاک ہوں، اپنی اس نیت کے سبب قابلِ مواخذہ ہے،

Marfat.com

اگرچہ لوگ بجائے اس میں گرنے کے، اسکے پانی سے اپنی پیاس بجھا رہے ہوں، اور ایک شخص اس لئے کنواں کھدواتا ہے کہ پیاسے وہاں آکر سیراب ہوں، اپنی اس نیت کے سبب وہ مستحق اجر ہے، اگرچہ کوئی اس میں گر کر ہلاک ہو جائے۔ غرض، ہر اچھے اور بُرے کام کی بنیاد انسان کا یہی قلبی ارادہ (نیت) ہے، اور انسان کی ہر سرگرمی کے نتیجہ خیز ہونے کے لئے اسکی نیت کا اخلاص بھی ضروری ہے، ہر مقصد اور نصب العین عام ازیں کہ وہ حق ہو یا باطل، اپنے حصول کے لئے خلوص کا طالب ہے، انسان جو بھی مقصد لیکر چلے، اور جس نصب العین کی خاطر جدوجہد کرے۔ تاوقتیکہ اس میں خلوص نہ ہو اس کا حصول ناممکن ہے، پس دنیا میں اسلام کی سربلندی اور آخرت میں رضائے الٰہی کا حصول موقوف ہے اخلاص نیت پر۔

ایک مومن اور مسلم کا اخلاص نیت یہ ہے اور یہی ہونا چاہئے کہ اسکی ساری سرگرمیاں خدائے واحد کی رضا جوئی کے سوا ہر غرض و غایت سے پاک ہوں، خدا کی اطاعت محض رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر ہو، اور اگر ایسا نہیں ہے، تو پھر اسے اپنے عمل کو باطل و رائگاں سمجھنا چاہئے۔ اگرچہ نفس عمل کتنا ہی عظیم الشان کیوں نہ ہو۔ مثلاً ایک شخص نماز اس لئے پڑھتا ہے کہ لوگ اسے نیک چلن کہیں، فقراء و مساکین کی اعانت اسلئے کرتا ہے کہ سخی کہلائے، اس کی خطابت کی آتش بیانیاں اس لئے ہیں کہ اسپر تحسین و آفرین کے پھول برسائے جائیں، اس کے قلم کی جولانیاں اس کی خاطر ہیں کہ امام ادب کہلائے اور خدمت خلق اور قومی کام اس لئے

کرتا ہے کہ رہنمائی و قیادت کا منصب اسے حاصل ہو تو ایسے شخص کو اس کی توقع نہ رکھنی چاہیے کہ خدا کی نظر میں اس کے ان "اعمالِ صالحہ" کی کچھ بھی قدر و قیمت ہے، اس لئے کہ اس نے یہ سارے "اعمالِ حسنہ" جس مقصد کی خاطر کئے تھے، وہ اسے حاصل ہو گئے۔ دنیا نے اسے نیک کہا، لوگوں میں وہ سخی مشہور ہوا، اسٹیج پر اس کے لئے "زندہ باد" کے نعرے لگ گئے۔ ادیبوں نے اسے اپنا پیشوا بنا لیا اور قوم نے اس کے لئے قیادت کا تخت بچھا دیا، اب آخرت میں اس کا کیا حصہ ہے؟ اس نے اپنا اجر محفوظ تو رکھا نہیں جو اُس دن اسے ملے۔

حسنِ نیت اور تقویٰ گویا کہ لازم و ملزوم ہیں۔ مخلصانہ حسنِ نیت ہو نہیں سکتی تاوقتیکہ ہر اُس شر سے انسان نہ بھاگے جس کے متعلق اسکے عمل اور رضائے الٰہی کے درمیان حائل ہو جانے کا خطرہ ہو۔ اور تقویٰ پیدا نہیں ہو سکتا جب تک کہ خلوصِ نیت نہ ہو۔

پس گروہ فرسے رہنا اور اسلام کو سربلند کرنے کے محض بڑے بول بولنا، یا "پدرم سلطان بود" کا وظیفہ پڑھتے رہنا اللہ کے حضور نہ قبولیت کی سند ہے اور نہ فضیلت و شرافت کا معیار اور نہ قیادت کی اہلیت کی نشانی، بلکہ ان چیزوں کا دار و مدار اسلام کے نزدیک، اخلاصِ نیت سے معمور، اللہ سے ڈرنے والے دل اور متقیانہ اعمال و کردار پر ہے۔

Marfat.com

حلاوتِ ایمان

وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَا آتَاھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗ، اِنَّا اِلَی اللّٰہِ رَاغِبُوْنَ۔ [۱]

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ الآیہ [۲]

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاقَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے

---

[۱] اور اگر وہ اس پر خوش رہتے جو خدا اور اس کے رسول نے انھیں دیا تھا اور کہتے کہ ہمیں خدا کافی ہے۔ اور خدا اپنے فضل سے اور اس کے رسول ہمیں (پھر) دیں گے اور ہمیں تو خدا ہی کی خواہش ہے (تو ان کے حق میں بہتر ہوتا) (سورۂ توبہ)

[۲] اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا، وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں خسارہ پانے والوں میں ہوگا (سورۂ آل عمران)

رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْناً وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلاً۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ہونے پر راضی ہوگیا، اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا۔

(مسلم بروایت حضرۃ عباس بن عبدالمطلبؓ)

تشریحی اشارات:۔ ایمان کا مزہ چکھ لینے سے مراد یہ ہے کہ ایسا شخص جس نے صرف خدائے تعالیٰ ہی کو اپنا رب، اپنا کارساز اور اپنا حاکم و مالک سمجھا اور کسی دوسری طاقت پر نہ بھروسہ کیا اور نہ اس کی جانب پُرامید نگاہوں سے دیکھا، اور اسلام ہی کو اپنی زندگی کا لائحۂ عمل بنا کر ایمان کے تقاضوں کو پورا کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر مطمئن رہا اور اسلام کی کسی ایسی نئی تفسیر کو قبول نہ کیا، جو کسی مرعوبیت کا نتیجہ ہو یا خود رائی کی کاخست، بلکہ انھیں حدود کے اندر رہا جو آپؐ کی تعلیمات کے ذریعہ قائم کیے گئے ہیں، وہ شخص دنیا میں اسلام کی برکتوں سے مالامال ہوگا اور آخرت میں رضائے الٰہی کی سعادت کا مستحق۔ واللہ اعلم بالصواب

محبتِ رسولؐ

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ[1]

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ (بخاری و مسلم بروایت حضرت انس بن مالکؓ)	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اِنَّ مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِیْ لِیْ حُبًّا نَاسٌ یَکُوْنُوْنَ بَعْدِیْ یَوَدُّ اَحَدُھُمْ لَوْ رَاٰنِیْ بِاَھْلِہٖ وَمَالِہٖ (ترجمان السنۃ بحوالہ مسلم بروایت حضرت ابوہریرہؓ)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں مجھ سے زیادہ محبت رکھنے والے افراد میں وہ لوگ بھی ہیں جو میرے بعد آئیں گے اور یہ تمنا کریں گے کہ اپنا گھربار اور مال سب قربان کر کے کسی طرح مجھے دیکھ لیتے۔

تشریحی اشارات:۔ انسانی فطرت، جذبات اور نفسیات کا خاصہ ہے کہ جس ہستی سے جس شخص کو جتنی گہری اور جس قدر مخلصانہ

---

[1] نبیؐ مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں (سورۂ احزاب)

محبت و وابستگی ہوتی ہے۔ اسی لحاظ سے وہ شخص اس ہستی کی خوشنودی و رضا کے حصول کی دھن میں لگا رہتا ہے، اور اس کو اپنی جانب متوجہ کرنے اور اس سے روابط کو مضبوط تر کرنے کی فکر کرتا رہتا ہے۔ اپنے ایک ایک لفظ اور ایک ایک قدم پر کڑی نگاہ رکھتا ہے کہ کہیں بُری کسی بات، کسی عمل اور کسی لغزش سے اُس ہستی کے تیور نہ بدل جائیں اور وہ ناراض نہ ہو جائے، شب و روز ایسی ترکیبیں سوچتا رہتا ہے، جن سے یہ باہمی ربط پائیدار سے پائیدار تر ہو کر دوام و ثبات سے ہمکنار ہو جائے۔ پس جس مسلمان کے قلب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت جتنی گہری اور اُس کے خلوص میں جتنی شدت ہو گی اسی اعتبار سے آپؐ کی اطاعت اور فرماں برداری کے باب میں اس کے عمل کا ظہور ہو گا اور یہ محبت جتنی والہانہ شیفتگی اختیار کرتی جائے گی، اتنی ہی اُسوۂ رسولؐ کی اتباع میں انسان آگے بڑھتا چلا جائے گا اور رسولؐ کی اتباع و اطاعت بعینہٖ اللہ کی اطاعت و فرماں برداری ہے۔ اس لئے کہ خدا کی صحیح معرفت اور اس کے احکام و اوامر کے علم اور اس کی صحت کا واحد ذریعہ رسولؐ کی ذات ہے۔ لہٰذا یہ ناممکن ہے کہ انسان اسوۂ رسولؐ کی اتباع کے بغیر احکام خداوندی کا مطیع بن سکے، اور جب نجات و فلاح کا دار و مدار احکام خداوندی کی بجا آوری پر ہے تو اس فوز و فلاح کے حصول کا تصور بھی اتباع رسولؐ کے بغیر نہیں کیا جا سکتا اور اتباع رسولؐ میں خلوص و دوام نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ رسولؐ کی محبت

Marfat.com

رگ و پے میں بسی ہوئی نہ ہو اور انسان جب اپنی جان سے بھی زیادہ ذات رسالت مآبؐ کو عزیز رکھے گا تو اس کی روح اس سے لرزاں رہے گی کہ اس کا کوئی عمل اور اس کا کوئی قدم ایسا اُٹھے جس سے رسولؐ کی کسی ہدایت کو ٹھیس لگ رہی ہو اور جب اس کے دل و دماغ کا یہ عالم ہوگا تو وہ آپؐ سے آپ رضائے الٰہی کا مستحق اور محبوبیتِ خداوندی کا سزاوار ہوگا۔

قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ الآیہ

اطاعتِ رسولؐ

ل یا ایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم۔

۲ من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ

قال رسول اللّٰہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
صلی اللّٰہ علیہ وسلم	ارشاد فرمایا کہ میری امت کا ہر فرد

ل مومنو! اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور (رسولؐ کی اطاعت سے بے نیاز ہو کر) اپنے اعمال کو ضائع نہ ہونے دو (سورہ محمدؐ)

۲ جو شخص رسول کی اطاعت کرے گا اس نے (درحقیقت) اللہ کی اطاعت کی (سورہ نساء)

كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى۔ قِيلَ، وَمَنْ أَبَى؟ قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى۔

بخاری بروایت حضرۃ ابوہریرہؓ

جنت میں داخل ہوگا مگر وہ جو انکار کرے (یعنی خود جنت میں داخل ہونا نہ چاہے) آپؐ سے پوچھا گیا کہ بھلا انکار کون کرے گا؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو میری اطاعت کرے گا جنت میں داخل ہوگا اور جو میری نافرمانی کرےگا اُسنے انکار کیا۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ۔

(اربعین نووی بروایت حضرۃ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص مومن ہو نہیں سکتا تاآنکہ اس کے نفس کی خواہشات اس ہدایت کے تابع نہ ہو جائیں جو میں لایا ہوں۔

تشریحی اشارات:۔ اسلام کامل سپردگی کو کہتے ہیں، مسلم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انسان نے اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ کی حاکمیت کے حوالہ کر دیا اور جس طرح زندگی کے وہ گوشے اللہ کی تکوینی حاکمیت کے قوانین کی بے چون وچرا بجا آوری کر رہے ہیں، جو انسانی اختیار کے دسترس سے باہر ہیں۔ اسی طرح ایک مسلم اپنی زندگی کے اُن گوشوں کو بھی، جن میں اس کے اختیار کو دخل ہے اللہ کی تشریعی حاکمیت کے قوانین کے

تابع رکھنے کا عہد کرتا ہے۔ مثلاً آنکھوں کا کام دیکھنا اور کان کا سننا ہے، آنکھ سے سننے کا کام نہیں لیا جا سکتا اور کان سے کوئی دیکھ نہیں سکتا، اور اس معاملہ میں اللہ کے تکوینی قانون کے سامنے انسان مجبور ہے لیکن آنکھ سے کس چیز کو دیکھے اور کان سے کس آواز کو سنے؟ اس میں اللہ نے انسان کو اختیار دیا ہے، وہ اپنی آنکھوں سے رقص و سرود کی محفلیں بھی دیکھ سکتا ہے اور گرد و پیش میں پھیلی ہوئی آیات اللہ بھی، وہ اپنے کانوں سے طاؤس و رباب کے نغمے بھی سن سکتا ہے اور قوموں کے عروج و زوال کی داستانیں بھی، مگر وہ عہد کرتا ہے کہ اس معاملہ میں بھی اپنے اختیار کو تابع رکھے گا اس امر کے کہ انہیں چیزوں کو دیکھے اور انہیں آوازوں کو سنے جو اللہ کی پسند کے مطابق ہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں "محمد رسول اللہ" سے درحقیقت اللہ کی اسی تشریعی حاکمیت کے ماتحت استعمالِ اختیارات کے عہد کا اظہار ہے جو ایک مومن کرتا ہے، کیونکہ نہ ایسا ہوا ہے اور نہ اللہ کی یہ سنت رہی ہے کہ وہ ہر ہر فرد بشر کو براہ راست اپنے تشریعی احکام سے مطلع کرے، اس کے لئے ہمیشہ سے اللہ اپنے اور بندوں کے درمیان واسطوں کا انتخاب فرماتا رہا ہے، اور وہ واسطے انبیاء علیہم السلام کی ہستیاں تھیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس سلسلہ کو ختم کر دیا۔ یہی (رسالت) وہ چیز ہے جو ہمیشہ سے خدا باغیوں اور سرکشوں کا محاذ جنگ بنی ہے، ورنہ کس نمرود و فرعون اور کس ہامان و شداد کو اس ادّعا کی جرأت ہوئی ہے کہ یہ زمین و آسمان، یہ آفتاب و ماہتاب، یہ شجر و حجر اور یہ ستارے اس کی تخلیق کے

کرشمے ہیں، سب نے یہی کہا اور سب یہی اقرار کرتے رہے ہیں کہ اس کائنات ارضی وسماوی کا خالق اللہ ہے، ان کا عناد اور ان کی سرکشی اسی تشریعی حاکمیت کے باب میں رہی، وہ اپنی زبانوں کو قانون اور اپنی خواہشات کو سرچشمۂ قانون سمجھتے تھے، اور جانتے تھے کہ رسالت کا اقرار "انا ربکم الاعلیٰ" کے ادعاسے دست برداری کا اعلان ہے، وہ یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھے اور کبھی ان کی سمجھ ہی سے یہ چیز بالاتر تھی کہ انسان اختیار رکھنے کے باوجود اپنی آزادی سے دست بردار ہو جائے، اور حکومت و فرماں روائی کا سکہ ان کا نہیں بلکہ اس خالق کا چلے جو اس جہان کا خالق ہے، وہ اس ہستی کو خالق کہنے سے نہیں گھبراتے بلکہ اسے حاکم و مالک بھی تسلیم کرنے سے بدکتے تھے۔

غرض انسانی زندگی کے اختیاری گوشوں میں، عام ازیں کہ وہ انفرادی ہوں یا اجتماعی، اللہ کے تشریعی قوانین کی اطاعت کی واحد سبیل یہ ہے کہ رسول کی ذات کو واجب الاطاعت سمجھ کر بے چون وچرا اس کی اتباع و اطاعت کی جائے، اس لئے کہ رسول ہی کی وہ ہستی ہے جس نے اللہ کے بندوں کو احکام الٰہیہ سے مطلع کیا، اور رسول ہی ان احکام کی تعلیم وتبیین کا ذمہ دار ہے، اسی کو یہ حق ہے کہ وہ ان احکام کے منشاء کے مطابق انسانی کردار کی تعمیر و تربیت کرے اور رسول کی حیاتِ مبارکہ محض ایک بشر کی زندگی نہیں ہے بلکہ وہ دراصل احکامِ الٰہیہ کا پیکرِ مجسم ہے، خدا کی ہدایات وتعلیمات کے متشکل ہو جانے کا نام اسوۂ رسول ہے اس لئے رسول کو درمیان سے ہٹا کر خدا کی اطاعت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

Marfat.com

اندازِ بود و باش

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَإِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِمَنْكِبِيْ فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ۔ (بخاری)

حضرة عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا شانہ پکڑا اور فرمایا کہ دنیا میں ایک پردیسی یا رہرو کی طرح زندگی بسر کرو۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا لِيْ وَلِلدُّنْيَا وَمَا أَنَا وَالدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا۔

(مشکوٰۃ بحوالۂ ترمذی بروایت حضرۃ ابن مسعودؓ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو دنیا سے کیا واسطہ، میری اور دنیا کی مثال (تو) ایسی ہے، جیسا کہ کوئی سوار (چلتے چلتے) کسی درخت کے نیچے سایہ لینے کو ٹھہر جائے، پھر اس (درخت کو اپنی جگہ) چھوڑ کر آگے چل دے۔

تشریحی اشارات:- ایک شخص اپنے کسی ملازم کو اپنی جاگیر کا کارندہ

لہ یہ دنیاوی زندگی تو محض کھیل اور تماشہ ہے اور (ہمیشہ کی زندگی کا مقام) تو آخرت کا گھر ہے (سورۂ عنکبوت)

Marfat.com

مقرر کرتا ہے، اس کی کارکردگی کے فرائض وحدود متعین کر دیتا ہے، اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیتا ہے کہ یہ تقرری محض وقتی وعارضی ہے، اسے بہر حال کسی نہ کسی وقت واپس بلا لیا جائے گا، اس لئے اس بلاوے کے لئے اس کو ہر لمحہ پابرکاب رہنا چاہئے۔ اور یہ کہ پھر دوبارہ کبھی بھی اس کا وہاں جانا نہ ہوگا۔ نیز یہ چیز بھی اسپر واضح کر دی جاتی ہے کہ اس کی کارکردگی کا سارا ریکارڈ محفوظ رہے گا، اگر آقا کے منشاء کے مطابق اس نے اس جاگیر میں امور مفوضہ انجام دیئے تو اسکی واپسی پر اس کو انعام واکرام سے نوازا جائے گا۔ ورنہ عتاب وسزا کا مستوجب ہوگا چنانچہ وہ ساری ہدایات اور ذمہ داریوں کو اچھی طرح سمجھ کر مکمل فرماں برداری کا عہد واقرار کر لیتا ہے۔ اب اگر وہ ان سب ہدایتوں کے علم ویقین کے باوجود اپنے آقا کی جاگیر میں پہنچ کر وہاں اپنا سکونتی مکان بنانے لگے، اثاث البیت کے جمع کرنے میں لگ جائے اور اس طرح کے تصرفات شروع کر دے کہ جیسے وہی اسکا مالک ہے، اور جیسے کہ اسکا قیام وہاں مستقل ہے، اسے وہیں رہنا بسنا ہے تو ایسے ملازم کے متعلق ہر شخص کی یہی رائے ہوگی کہ یہ یا ان شکن تو خیر ہے ہی، انتہائی ناعاقبت اندیش اور نرا احمق بھی ہے کہ جب اسے یہاں رہنا ہی نہیں ہے تو اس کو اپنا مسکن اور مستقر کیوں بنا رہا ہے۔ اور جب ہر آنے والی ساعت کے بارے میں اس کا امکان ہے کہ اس کی واپس طلبی ہو جانے تو پھر یہ اثاث البیت اور یہ شان وشوکت اس کے کس کام آئے گی۔ اسے تو وہ کام کرنا چاہئے جسکی وجہ سے اس کی واپسی پر اسے انعام واکرام ملے۔

یہ کچھ اسی طرح کی صورت حال انسان کے دنیوی زندگی کی ہے کہ وہ خالق

ارض اور مالکِ کائنات کا پیدا کردہ اور پروردہ ہے، بہ روئے زمین اللہ کی مِلک اور اسی کی جاگیر ہے، یہاں انسان کو اُس نے چند فرائض کی انجام دہی کے لئے پیدا کیا ہے اور پوری وضاحت سے بتا دیا کہ اس "جاگیر" میں اس کی سرگرمیاں کیسی ہونی چاہئیں، ہر شخص چاہے وہ مومن ہو یا نہ ہو، دیکھتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ انسان بہر حال ایک نہ ایک دن اس سطحِ زمین کو چھوڑ دیتا ہے، وہ چھوڑنے پر مجبور ہے، اس "جاگیر" سے اس کو واپس بلا لیا جاتا ہے۔ انسان کی عقلِ عام کا یہ فیصلہ ہونا چاہئے کہ اس زمین کو وہ دارالقرار نہ سمجھے، وہ یہاں کا نہ مستقل باشندہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے، اس لئے اگر وہ ایسے انتظامات میں منہمک ہے جن سے یہ پتہ چلتا ہو کہ جیسے ہمیشہ کے لئے اس کو یہیں رہنا ہے، تو یہ جنون نہیں تو کیا ہے؟ کجا کہ وہ لوگ جو اس حقیقت کو سمجھ چکے ہیں کہ اس کائنات کا تنہا مالک و خالق اللہ وحدہ لاشریک ہے، اور ان کی حیثیت یہاں ایک خلیفہ کی ہے، جسے مالک نے کارِ بندگی کی انجام دہی کے لئے مامور کیا ہے، اس حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد اُن لوگوں نے اس کا عہد و اقرار بھی کر لیا کہ مالک کی منشا کے مطابق وہ یہاں کارکردگی میں لگے رہیں گے ان لوگوں کا یہ عہد و پیمان اس یقین پر بھی مبنی ہے کہ انھیں ایک نہ ایک دن بہر حال مالک کی طلبی پر واپس چلا جانا ہے، پھر وہ اس فرشِ زمین کی شکل بھی نہ دیکھ سکیں گے، ان لوگوں کی بصیرت و اذعان کی یہ شہادت بھی ہو کہ ان کی ساری سرگرمیوں کا ریکارڈ محفوظ رہے گا، اور مالک کے پاس واپسی پر مالک کی رضا و انعامات اور اس کے عتاب و سزا کا دارومدار ان کی اس کتاب

۱۹۵۶ء

عمل کے اندراجات پر ہے، ایسے لوگوں کی روش یہ ہونی چاہئے کہ وہ ایک ایک منٹ کو غنیمت جانیں اور اپنے فرائض سے ایک سکنڈ کے لئے بھی بے توجہ نہ ہوں اس کے لئے ان کے انہماک کی کیفیت یہ ہونی چاہئے کہ انہیں تن بدن کا ہوش نہ رہے کہ نہ جانے کس لمحہ بلاوا آجائے۔ اس کے برخلاف اگر ایسے لوگ اس دنیا میں محلات و باغات اور ٹھاٹھ سجانے میں لگ جائیں تو ان سے بڑھ کر جاہل، ناعاقبت اندیش اور احمق کون ہوگا۔ نقصان مایہ اور شماتت ہمسایہ کے ساتھ ساتھ عہد شکنی کا خمیازہ الگ بھگتنا پڑے گا۔

داعیِ حق کی شان

اور

معاندینِ دعوت کے لئے اسکے جذبات

وَیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عُقْبَی الدَّارِ[1]

قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اُدْعُ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ قَالَ اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً۔
(مشکوٰۃ بحوالہ مسلم بروایت حضرۃ ابوہریرۃ رض)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ! مشرکین پر بددعا فرمائیے۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں لعنت بھیجنے کے لئے مبعوث نہیں ہوا ہوں، میں تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

---

[1] اور وہ لوگ نیکی سے برائی کو دور کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لئے عاقبت کا گھر ہے (سورۃ رعد)

Marfat.com

عَنِ ابنِ مسعودٍ قال
کَاَنّی انظرُ الی رسول الله
صلی الله علیه وسلم
یحکی نبیًّا مِنَ الاَنبیاءِ
ضَرَبَهٗ قومُه فادموهُ
وَهُوَ یمسح الدَّمَ
عَنْ وَجههٖ یقُول .
اللّٰهمّ اغفِرْ لقومی فَاِنّهُم
لَا یعلمون۔
(مشکوٰۃ بحوالہ البخاری ومسلم)

حضرۃ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ
گویا میں اس وقت بھی حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ
آپ انبیاء میں سے ایک نبی کا یہ واقعہ
ارشاد فرما رہے ہیں کہ۔ اُن (انبیاء) میں
سے ایک نبی کی قوم نے انھیں اتنا مارا
کر لہولہان کردیا، وہ نبی اپنے چہرے سے
خون پونچھتے جاتے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ
— خداوندا! میری قوم کو معاف فرما،
کیونکہ وہ (میری حقیقت سے) واقف نہیں ہے۔

علم — کبرِ علم — مُصاحبت

[۱] قُل هَل یستوی الذین یَعلَمُون والذین لا یَعلَمُون الآیۃ

[۲] وَفَوقَ کُلِّ ذِی عِلمٍ عَلِیم

[۳] واصبر نفسک مَعَ الّذین یدعون ربّهم بالغداوۃ والعشی یریدون وجهه

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

---

۱ آپ فرما دیجئے کہ بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے، دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟ (الزمر)
۲ اور ہر علم والے سے اوپر دوسرا علم والا ہے (سورۂ یوسف) ۳ جو لوگ صبح وشام اپنے پروردگار
کی یاد محض اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں آپ اپنی نشست و برخاست انھیں میں رکھئے (سورۂ کہف)

Marfat.com

مَنْ سَلَکَ طَرِیْقاً یَلْتَمِسُ فِیْہِ عِلْماً سَھَّلَ اللّٰہُ لَہٗ بِہٖ طَرِیْقاً اِلَی الْجَنَّۃِ۔

(الترغیب والترہیب بحوالہ مسلم بروایت حضرۃ ابوہریرہ رض)

کہ جو شخص تحصیل علم کے لئے کوئی مسافت طے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان فرما دیتا ہے۔

قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ خَرَجَ فی طلب الْعِلْمِ فَھُوَ فی سبیلِ اللّٰہِ حتی یرجعَ۔

(الترغیب والترہیب بحوالہ ترمذی بروایت حضرۃ انس رض)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص طالب علم کے لئے اپنے مقام سکونت سے باہر نکلا، وہ (اپنی منزل پر) واپس آنے تک اللہ کی راہ میں (مصروف جدوجہد) ہے۔

قیل یارسولَ اللہ! اَیُّ جُلَسَائِنا خیرٌ؟ قالَ مَنْ ذکّرکم اللہ رؤیتُہٗ وَزادَ فی علمکم منطقُہٗ وَذکّرَکُم بالآخرۃِ عملُہٗ۔

(الترغیب والترہیب بحوالہ مسند ابویعلی بروایت حضرۃ ابن عباس رض)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہ ہمارے لئے بہترین ہم نشین کون ہیں؟ حضور نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جسپر نظر پڑتے ہی تمہیں اللہ کی یاد دلائے اور جس شخص کی گفتگو تمہارے علم میں زیادتی کا سبب ہے اور جس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دہانی کرائے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

Marfat.com

اِنَّ نَاسًا مِنْ اُمَّتِیْ سَیَتَفَقَّهُوْنَ	میری امت کے کچھ لوگ دینی علوم سے
فِی الدِّیْنِ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ	بہرہ مند ہوں گے، قرآن پڑھتے ہوں گے
یَقُوْلُوْنَ نَاْتِی الْاُمَرَاءَ	اور کہیں گے کہ ہم امراء و حکام کے پاس
فَنُصِیْبُ مِنْ دُنْیَاهُمْ	جا کر اُن کے جاہ و منصب سے نفع اندوز ہوتے
وَنَعْتَزِلُهُمْ بِدِیْنِنَا	ہیں اور اپنے دین کی بدولت اُن کے روبرو
وَلَا یَکُوْنُ ذٰلِكَ کَمَا لَا یُجْتَنٰی	سرخرو رہتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے،
مِنَ الْقَتَادِ اِلَّا الشَّوْكُ کَذٰلِكَ	جس طرح خاردار درخت سے سوائے
لَا یُجْتَنٰی مِنْ قُرْبِهِمْ اِلَّا الْخَطَایَا	کانٹوں کے اور کچھ نہیں حاصل ہو سکتا
(الترغیب والترہیب بحوالہ ابن ماجہ	اسی طرح ان (امراء و حکام) کے تقرب
بروایت حضرت ابن عباس رضؓ)	سے سوائے برائیوں کے اور کچھ نہیں مل سکتا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
وَسَلَّمَ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا	کہ قیامت کے دن شدید ترین عذاب سے
یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَالِمٌ لَمْ یَنْفَعْهُ عِلْمُهٗ	وہ عالم دوچار ہوگا جس کے علم نے اس کو
(الترغیب والترہیب بحوالہ بیہقی وغیرہ	کوئی نفع نہ پہونچایا۔
بروایت حضرۃ ابوہریرہ رضؓ)	

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
وَسَلَّمَ ...... ثُمَّ یَظْهَرُ قَوْمٌ	فرمایا کہ .... پھر کچھ ایسے لوگ
یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ یَقُوْلُوْنَ ،	ہوں گے جو قرآن پڑھتے ہوں گے اور

مَنْ اَقْرَأُ مِنَّا، مَنْ اَعْلَمُ مِنَّا، مَنْ اَفْقَهُ مِنَّا، ثُمَّ قَالَ لِاَصْحَابِہٖ، هَلْ فِیْ اُولٰئِکَ خَیْرٌ؟ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اُولٰئِکَ مِنْکُمْ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاُولٰئِکَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ۔

(الترغیب والترہیب بحوالۂ طبرانی وغیرہ بروایت حضرت عمر بن الخطابؓ)

کہیں گے کہ کون ہم سے زیادہ قرآن کا قاری ہے، کون ہم سے زیادہ دانشمند ہے، کون ہم سے زیادہ عالم شرع ہے؟ پھر حضورؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کیا ایسے لوگوں میں کوئی خیر ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، وہ لوگ تمھیں میں سے اسی امت کے ہوں گے مگر جہنم کا ایندھن ہوں گے۔

احساسِ برتری و خود پسندی

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ [لہ]

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَاظَمَ فِیْ نَفْسِهٖ وَاخْتَالَ فِیْ مِشْیَتِهٖ لَقِیَ اللّٰهَ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے کو بڑا سمجھا اور اتھلا کر چلا، وہ خدا سے بر تر ایسی

لہ (از راہ غرور) لوگوں سے گال نہ پھلانا اور زمین پر اکڑ کر نہ چلنا کہ خدا کسی اترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا (سورۂ لقمان)

وَھُوَ عَلَیْہِ غَضْبَان۔ | حالت میں ملے گا کہ خدا اس پر غضبناک ہوگا۔
(بلوغ المرام بحوالہ حاکم بروایت حضرۃ ابن عمرؓ)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .... اِنَّ اَبْغَضَکُمْ اِلَیَّ وَاَبْعَدَکُمْ مِنِّیْ مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَیْھِقُوْنَ۔
(الترغیب والترہیب بحوالہ ترمذی بروایت حضرت جابرؓ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ .... میرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض اور قیامت کے دن مجھ سے بعید تر بکواس کرنے والے دریدہ دہن، مخاطب پر اپنی فوقیت جتانے والے، علم کے جھوٹے مدعی اور متکبر بن ہوں گے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الْمُسْتَھْزِئِیْنَ بِالنَّاسِ یُفْتَحُ لِاَحَدِھِمْ فِی الْاٰخِرَۃِ بَابٌ مِنَ الْجَنَّۃِ فَیُقَالُ لَہٗ، ھَلُمَّ فَیَجِیْئُ بِکَرْبِہٖ وَغَمِّہٖ، فَاِذَا جَاءَہٗ اُغْلِقَ دُوْنَہٗ ثُمَّ یُفْتَحُ لَہٗ بَابٌ اٰخَرُ، فَیُقَالُ لَہٗ ھَلُمَّ ھَلُمَّ فَیَجِیْئُ بِکَرْبِہٖ وَغَمِّہٖ فَاِذَا جَاءَہٗ اُغْلِقَ دُوْنَہٗ،

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کا استہزاء اور ان کا مذاق اڑانے والے ہر فرد کے لئے قیامت کے دن جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ "تشریف لائیے" —— تو وہ اپنی رذالتوں اور عیوب کے ساتھ آئے گا اور جیسے ہی دروازے تک پہنچے گا کہ اس پر دروازہ بند کر دیا جائے گا، پھر اس کے سامنے دوسرا دروازہ کھولا جائے گا اور

فَمَا يزال كذالك
حَتّٰى انّ احدهم
لَيُفْتَحُ لهٗ الباب
مِن اَبْوَابِ الجَنَّةِ،
فَيقالُ لهٗ هلمّ فَمَا
ياتيه مِنَ الاياس

(الترغيب والترهيب بحوالہ بیہقی
بروایت حضرت حسن رض)

کہا جائے گا کہ آیئے آیئے
تو وہ اپنے مصائب و غم کے ساتھ آئے گا
اور جوں ہی قریب پہنچے گا کہ اس پر دروازہ
بند کر دیا جائے گا، یہ سلسلہ اسی طرح جاری
رہے گا، یہاں تک کہ جب کسی کے لئے
جنت کے دروازوں میں سے کوئی دروازہ
کھولا جائے گا اور اسے کہا جائے گا کہ
آؤ۔ تو مایوسی کے سبب وہاں آنے
اور داخل ہونے کی ہمت نہ کرے گا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم...... الا اُخبرکم
باھلِ النارِ کلّ عُتُلٍّ، جَوّاظٍ متکبر
(بخاری و مسلم بروایت حضرت حارثہ بن وہب رض)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ .... کیا میں تمھیں جہنمی
لوگوں کے متعلق بتاؤں؟ ——
ہر ترش رو، سنگدل اور متکبر دوزخی ہے۔

حسنِ اخلاق

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ۔[1]

سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ: تَقْوَى اللهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَسُئِلَ عَنْ اَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّارَ فَقَالَ الْفَمُ وَالْفَرْجُ۔
(الترغیب والترہیب بحوالہ ترمذی و بیہقی وغیرہ بروایت حضرت ابوہریرہؓ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آدمی کو زیادہ تر جنت میں لے جانے والی خصلتیں کیا ہیں؟ جواب میں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ اللہ سے خوف و تقویٰ اور حسنِ خلق ہیں، پھر آپؐ سے سوال کیا گیا کہ انسان کو زیادہ تر جہنم میں لے جانے والی باتیں کیا ہیں؟ ارشاد ہوا کہ وہ منہ اور شرم گاہ ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَاَلْطَفُهُمْ بِاَهْلِهٖ
(الترغیب والترہیب بحوالہ ترمذی بروایت حضرۃ عائشہؓ)

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کے لحاظ سے کامل ترین مومن وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں اور جو اپنے اہل و عیال پر مہربان تر ہو۔

---

[1] (اے محمدؐ) خدا کی مہربانی سے آپ کی افتادِ مزاج اُن لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے، اور اگر آپ بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے (آلِ عمران)

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المؤمنُ مَأْلَفٌ ولا خَيْرَ فيمَن لا يَألَفُ ولا يُؤلَفُ۔

(مشکوٰۃ بحوالہ بیہقی بروایت حضرۃ ابوہریرۃ رض)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن شفقت و غم گساری کا پیکر مجسم ہوتا ہے، اور اُس شخص میں کوئی خیر نہیں ہے، جو نہ کسی کا مونس و غمخوار ہو اور نہ کوئی اُس کا محب و ہمدرد ہو۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا يَدْخُلُ الجَنَّةَ الجَوّاظُ ولا الجَعْظَرِيُّ۔

(ابوداؤد بروایت حضرۃ حارثہ بن وہب رض)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں انا پسند، تنگ دل، اُجڈ اور بدخو شخص داخل نہ ہو سکے گا۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انَّ اللّٰہَ رفيقٌ يُحِبُّ الرِّفقَ في الأمرِ كُلِّه۔

(الترغیب والترہیب بحوالہ بخاری بروایت حضرۃ عائشہ رض)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مہربان ہے، ہر معاملہ میں (بندوں کی جانب سے اُن کے آپس میں) مہربانی و نرمی کو پسند کرتا ہے۔

حسنِ سلوک و فضیلتِ علم

وَ اَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ [1]

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مَن نَفَّسَ عَن مُؤمِنٍ كُربَةً مِن كُرَبِ الدُّنيا نَفَّسَ اللهُ عَنه كُربَةً مِن كُرَبِ يومِ القيامةِ ومَن يَسَّرَ على مُعسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيهِ في الدنيا والآخرةِ ومَن سَتَرَ مُسلِماً سَتَرَهُ اللهُ في الدنيا والآخرةِ واللهُ في عَونِ العَبدِ ما كانَ العَبدُ في عَونِ اَخِيهِ ومَن سَلَكَ طَرِيقاً يَلتَمِسُ فيهِ عِلماً سَهَّلَ اللهُ بهِ طَرِيقاً الى الجَنَّةِ وما اجتَمَعَ قَومٌ في بَيتٍ مِن بُيُوتِ اللهِ يَتلُونَ كتابَ اللهِ ويَتَدارَسُونَه

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی مومن کی کوئی مشکل دنیوی مشکلات میں سے دور کر دی، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی مشکلات میں سے اس کی ایک مشکل دور فرما دے گا، اور جس نے کسی تنگ دست کو ادائے قرض میں سہولت دی، تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت میں سہولت بخشے گا، اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بندے کی امداد و اعانت کرتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی اعانت میں مصروف رہتا ہے اور جو شخص تحصیل علم کے لئے کوئی راہ قطع کرتا ہے تو

---

[1] جیسا کہ اللہ نے تجھ سے بھلائی کی ہے، تو بھی بھلائی کر (سورۂ قصص)

بَینَھُم اِلّا نَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَحَفَّتْھُمُ الْمَلَائِکَۃُ وَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیْ مَنْ عِنْدَہٗ وَمَنْ بَطَّأَ بِہٖ عَمَلُہٗ لَمْ یُسْرِعْ بِہٖ نَسَبُہٗ۔

(مسلم بروایت

حضرۃ ابوہریرۃ رض)

اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے، اور جب کوئی جماعت خدا کے گھروں میں سے کسی گھر میں مجتمع ہو کر قرآن کی تلاوت کرتی ہے اور باہم اس کا درس دیتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ اُن میں کرتا ہے جو اس کی بارگاہ میں حاضر رہتے ہیں اور جس کو عمل نے پیچھے ڈال دیا اسکو نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اِذا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْہُ عَمَلُہٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَۃٍ، اِلَّا مِنْ صَدَقَۃٍ جَارِیَۃٍ اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِہٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْ لَہٗ۔

(مشکوٰۃ بحوالہ مسلم

بروایت حضرۃ ابوہریرۃ رض)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کی موت کے بعد اسکا سلسلۂ عمل منقطع ہو جاتا ہے، سوائے اس کے تین اعمال کے کہ وہ پھر بھی اس کے حق میں نافع ہوتے ہیں:-

۱- کوئی صدقہ جاریہ چھوڑ کر مرا ہو، ـــــ یا
۲- اسکا وہ علم جس سے اسکے بعد بھی لوگ متمتع ہوتے رہیں، ـــ یا ـ ۳- اسکا تربیت یافتہ نیک عمل لڑکا جو اسکے لئے دعائے مغفرت کرتا رہتا ہو ـــ

حفظِ لسان — غیر ذمہ دارانہ گفتگو

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْد ¹

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا ²

.... اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا ³

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم .... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ....

هل يكب الناس في النار على وجوههم الا حصائد السنتهم — زبان کی حاصل کاشت کے سوا انسانوں کو جہنم میں منہ کے بل گرانے والی چیز اور کیا ہے؟

(مشکوٰۃ، ترمذی بروایت حضرۃ معاذ بن جبل رض)

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ليس المؤمن بالطعان ولا الفاحش ولا البذي۔ — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن نہ طعنہ زن ہوتا ہے اور نہ فحش گفتار اور نہ فضول گو۔

(مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی بروایت حضرۃ ابن مسعود رض)

---

¹ کوئی بات اس (انسان) کی زبان پر نہیں آتی مگر ایک نگہبان اس کے پاس (اس بات کو محفوظ کرلینے کے لئے) تیار رہتا ہے (سورۂ ق)

² اور لوگوں سے اچھی باتیں کہا کرو (سورۂ بقرہ)

³ ..... اگر کوئی غیر ثقہ بدکردار تمھارے پاس کوئی خبر لائے تو اسکی خوب تحقیق کرلیا کرو (سورۂ حجرات)

Marfat.com

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ عَیَّرَ اَخَاہُ بِذَنْبٍ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَعْمَلَہٗ۔

(ترمذی بروایت حضرۃ معاذ بن جبل رض)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی کو کسی معصیت (کا الزام لگا کر) شرمندہ کیا، وہ (شرمندہ کرنے والا) نہیں مرے گا تاوقتیکہ اس معصیت کا ارتکاب نہ کرلے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم المُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ المُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ والمہاجِرُ مَنْ ہَجَرَ مَا نَہَی اللہ عنہُ۔

(بخاری بروایت حضرۃ عبداللہ بن عمر رض)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلم (تو) وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان مامون و محفوظ (رہیں)، اور مہاجر (دراصل) وہ ہے جو ممنوعاتِ شرعیہ کو بالکلیہ ترک کردے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الغیبۃُ اشدُّ من الزنا قالوا، یا رسولَ اللہ وَکیفَ الغِیبۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِنا؟ قالَ، انَّ الرجلَ لَیَزْنِیْ فَیَتُوبُ فَیَغْفِرُ اللہُ لہٗ وانَّ صاحبَ الغیبۃ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ غیبت (اپنی سنگینی میں) زنا سے (بھی) زیادہ شدید (معصیت) ہے، لوگوں نے (تعجب سے) کہا یا رسول اللہ، غیبت زنا سے (بھی) زیادہ شدید کیونکر ہے؟ ارشاد ہوا کہ ایک شخص زنا کرتا ہے پھر نادم ہوکر بخلوصِ نیت اللہ سے توبہ کرتا ہے تو

لا یغفر لہٗ حتّٰی یغفرہا لہٗ صاحبہٗ۔

(مشکوٰۃ بروایت حضرۃ ابوسعیدؓ و جابرؓ)

اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے، اور غیبت کرنے والے شخص کی مغفرت نہیں ہوتی تاآنکہ وہ شخص اس کو معاف نہ کرے جس کی اس نے غیبت کی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفیٰ بالمرءِ کذبًا ان یحدث بکل ما سمع۔

(مشکوٰۃ بحوالہ مسلم بروایت حضرۃ ابوہریرۃؓ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ جو سُنے اس کو بلا تحقیق بیان کرتا رہے۔

اسلامی اخوت - باہمی ارتباط کی کیفیت - باہمی اعتماد و حسنِ ظن

محمد رسول اللہ والذین معہٗ اشداء علی الکفار رحماء بینہم[1]

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیل اللہ کانہم بنیان مرصوص[2]

یاایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرًا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا - الآیہ[3]

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

---

[1] محمد رسول اللہ اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت تر ہیں اور آپس میں نہایت رحم دل۔ (سورۂ فتح)

[2] جو لوگ خدا کی راہ میں اس طرح پرے جما کر لڑتے ہیں کہ گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں بے شبہ وہ محبوب کردار ہیں (سورۂ صف)

[3] مومنو! گمان سے بہت احتراز کرو، کہ بعض گمان گناہ ہیں (اور معلوم نہیں جس گمان میں تم مبتلا ہو وہ کیا ہے) اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔ الخ

Marfat.com

قَالَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ۔
(بخاری بروایت حضرۃ انس رضؓ)

فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے اس چیز کو محبوب نہ رکھے جس کو اپنے لئے محبوب رکھتا ہے

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال، المسلم اخو المسلم لایظلمہٗ ولا یسلمہٗ ومن کان فی حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہٖ ومن فرج عن مسلم کربۃً فرج اللہ عنہ کربۃً من کرب یوم القیامۃ ومن ستر مسلماً سترہ اللہ یوم القیامۃ۔
(بخاری ومسلم بروایت حضرۃ ابن عمر رضؓ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو مصیبت کے حوالہ کرتا ہے اور جو اپنے بھائی کی حاجت کی فکر میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرتا ہے اور جو مسلمان کی کوئی مشکل دور کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کی مشکلات میں سے اس کی ایک مشکل دور فرمادیگا اور جو کسی مسلمان کے عیب کی پردہ پوشی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

Marfat.com

اَلْمُسْلِمُوْنَ کَرَجُلٍ وَاحِدٍ اِنِ اشْتَکٰی عَیْنُہٗ اشْتَکٰی کُلُّہٗ وَاِنِ اشْتَکٰی رَاْسُہٗ اشْتَکٰی کُلُّہٗ۔

(مسلم بروایت حضرۃ نعمان بن بشیر رضؓ)

کہ سارے مسلمان جسم واحد کی طرح ہیں، اگر اس کی آنکھ دکھتی ہے، تو سارا جسم بیمار ہو جاتا ہے اور اگر اس کا سر درد کرتا ہے تو (بھی) اس کا سارا جسم بیمار ہو جاتا ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المومنُ للمومنِ کالبنیانِ المرصُوصِ یشدّ بعضہٗ بعضا

(بخاری و مسلم بروایت حضرت ابو موسٰی رضؓ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مومن دوسرے مومن کے لئے بنیانِ مرصوص کی طرح ہے، کہ ہر جزو دوسرے جزو کے ساتھ انتہائی مضبوط و مستحکم طور پر پیوستہ ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تری المومنین فی تراحُمِھم و توادِّھم وتعاطُفِھم کمثل الجسد اذا اشتکٰی عُضوٌ تداعٰی لہٗ سائرُ جسدہٖ بالسھر والحمّٰی

(بخاری بروایت حضرت نعمان بن بشیر رضؓ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم، مومنوں کو باہمی مہربانی اور باہمی محبت اور ایک دوسرے کی تکلیف کے احساس کے بارے میں جسم واحد کی طرح پاؤ گے، کہ جب ایک عضو مبتلائے تکلیف ہو جاتا ہے تو اس کی خاطر اس کا سارا جسم بیداری اور بخار کو دعوت دیدیتا ہے۔

Marfat.com

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تجسسوا ولا تحسسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا۔

(بخاری و مسلم بروایت حضرت ابوہریرہ رض)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے کو بدگمانی سے بچاؤ کہ بدگمانی سب سے بڑی جھوٹی بات ہے، اور کسی کی مخفی حالت کی کرید نہ کرو اور نہ عیب جوئی کرو اور نہ آپس میں حسد کرو اور نہ آپس میں بغض و عناد رکھو اور نہ پیٹھ پیچھے غیبت کرو اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن کر رہو۔

تشریحی اشارات:- ایک داعی حق اپنی دعوت حق اور تبلیغ و ارشاد میں اتنا منہمک اور اس قدر سرگرم ہوتا ہے کہ دنیا کی ملامتیں اس کے پردۂ گوش سے ٹکرا کر واپس ہو جاتی ہیں اور حق و صداقت کی دل نشینی و جاذبیت میں وہ کچھ اس طرح گم رہتا ہے کہ ماحول کی تلخیوں کا احساس جاتا رہتا ہے اور کلمۂ حق کی شیرینی و لطافت اس کے رگ و پے میں اس طرح سرایت کر جاتی ہے اور رضائے الٰہی کی تحصیل کے جذبات اسے اس طرح اپنے احاطہ میں لے لیتے ہیں کہ مصائب و آلام کی دردناکیوں کے لئے وہ سپر کا کام دیتے ہیں اور ہدایت کے لئے وہ اس قدر حریص ہوتا ہے کہ ہر درد و اذیت اس کے مقابلہ میں ہیچ نظر آتی ہے اور بندگان خدا کے حق میں وہ ہمدردی و دل سوزی کا ایک پیکر مجسم ہوتا ہے اور اصلاح کی تڑپ سے اس کو فرصت کہاں نصیب، کہ معاندین کی ایذا رسانیوں پر تڑپے۔ دنیا اور دنیا کے مصائب و آلام اس کی نظر میں

برکاہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ صدائے حق کی خاطر ہر کرب والم کا تازیانہ اس کو ابدی انعاماتِ الٰہیہ اور رحمتِ خداوندی کے یقینِ محکم کی لذت وسرور کی ٹھنڈک پہونچاتا ہے۔

ہر مومن ومسلم تعلیماتِ الٰہیہ کی رو سے داعیِ حق ہوتا ہے، اُسے داعیِ حق ہونا چاہیئے، اس لئے ہر مومن ومسلم کو اعلائے کلمۃ اللہ اور اصلاح کے جذبات میں اتنا سرشار ہونا چاہیئے کہ اذیتوں کے سارے ہتھیار اس کی سرشار روح کے مقابلہ میں کُند ہو جائیں۔

ایک مسلم کے مسلم ہونے کی خشتِ اول اُس کا اعترافِ بندگی اور احساسِ عبدیت ہے، اس لئے وہ ہر اُس انداز، ہر اُس حرکت اور ہر اُس طرزِ فکر وعمل سے گریزاں اور انتہائی محترز رہتا ہے۔ جس میں خدائی وکبریائی کا ایک شمہ بھی پایا جائے، اس لئے ناممکن ہے کہ ایک مسلم اپنے مسلم ہونے کا شعور بھی رکھتا ہو اور ساتھ ہی اپنی نشست وبرخاست چال ڈھال، گفتگو وخطابت اور فکر وخیال میں کبر وغرور اور فخر ونخوت کا شائبہ بھی آنے دے۔

پھر ایک مومن ومسلم کی زندگی اصلاح وتبلیغ کی سعی میں گزرتی ہے اس لئے ہر وہ سلوک، ہر وہ اخلاق اور ہر وہ معاملہ اس کی راہِ دعوت وتبلیغ کا کانٹا ہے، جو لوگوں کو اس سے قریب کرنے کے بجائے، دور کرنے والا ہو، وہ بدزبانی نہیں کرسکتا کیونکہ اس کا زخم لوگوں کو کنارہ کشی اختیار کرلینے پر مجبور کرتا ہے، وہ غیر ذمہ دارانہ گفتگو نہیں کرسکتا، کیونکہ

اس سے اعتماد جاتا رہتا ہے، اور جب اعتماد جاتا رہا تو اصلاحی مساعی بارآور نہیں ہوسکتیں، وہ علوم و دانش کی طلب میں مصروف رہتا ہے تاکہ بندگانِ خدا کو زیادہ سے زیادہ نفع پہونچائے۔ اُس کا اٹھنا بیٹھنا ایسی مجالس میں نہیں ہوتا جو لہو و لعب کی مجلسیں ہوں، جن مجلسوں کے شاغل محض دنیاداری اور نفعِ عاجل ہوتے ہیں، کیونکہ اُسے سب سے پہلے اپنے آپ کو شیطان کے ہر حربے سے بچانا ہے، اور گرد و پیش یقیناً انسان کو متاثر کرتے ہیں اس لئے وہ ایسی مجلسوں کا رُکن رکین کیونکر بن سکتا ہے؟ جو اس کے اندر خدا ناترسی اور آخرت فراموشی کی تخم ریزی کریں۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ اس حقیقت سے واقف ہوتا ہے کہ اُس کی ہر صلاحیت، اُس کا ہر فکر و عزم، اُس کی ہر کارکردگی، اُس کا ہر اقدام اور اُس کی ہر قوت امانتاً اُسے ملی ہے، اور ان میں سے ہر ایک کی خوبی وہ ہے جس کو اُس کے خالق نے خوبی قرار دیا ہے، اور ہر ایک کی برائی وہ ہے، جسے اس کے خالق نے بُرائی کہا ہے اور ساتھ ہی برائی سے احتراز اور بھلائی کے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور ایک دن اُسے اپنے ہر طرزِ فکر و عمل کے ترک و اختیار کے متعلق بہر حال جواب دہی کرنی ہو اس لئے علم و اخلاق، سلوک و معاملہ اور لسانی کارکردگی کے متعلق اسے اپنا ریکارڈ بہتر رکھنا ہے، ورنہ امانت میں خیانت کرنے کے جرم کی سزا ناگزیر ہے۔[1]

---

[1] "حسنِ اخلاق" کے ماتحت ذکر کردہ ایک روایت میں اس سوال کے جواب میں کہ — انسان کو زیادہ تر جہنم میں لے جانے والی باتیں کیا ہیں — (صفحہ ۲۲ ملاحظہ ہو)

ایک مقصد، ایک نصب العین اور ایک نظریہ کو اپنانے والوں اور اپنی زندگی کو اس کی خاطر وقف کر دینے والوں کے درمیان ربط و اتحاد، تعلق و یگانگت اور اعتماد و حسنِ ظن کی طاقت جب تک ناقابل شکست نہ ہوگی اس نظریہ کی تعمیم و توسیع اور اس نصب العین کا حصول تقریباً محال ہے یہی ربط و اتحاد ہے، جو مادّی طاقت بھی پیدا کرتا ہے اور روحانی قوت بھی یہی اعتماد و اخوت ہے جو ہر کرب و افتاد کا بخندہ پیشانی استقبال کراتا ہے انسان کی سب سے بڑی کمزوری اس کے اہل و عیال ہوتے ہیں، انسان کی اولاد اسے بخیل بھی بناتی ہے اور بزدل بھی، جب اسے مستحکم ترین ارتباط

(بقیہ صفحہ ۴۱) دو چیزوں کا تذکرہ ہے:-

منہ ——— اور ——— شرم گاہ

یہ ایک نہایت بصیرت افروز اور حکمت آگیں جواب ہے، غور و تدبر سے جائزہ لیا جائے تو منکرات و ممنوعات کا تقریباً ۹۹ فی صدی حصہ انہیں دو چیزوں سے وابستہ ہے، کذب و افترا، سب و شتم، طعن و تشنیع، اتہام و غیبت، جھوٹی شہادت، چغل خوری، خراب خوری وغیرہ منہ ہی کے متعلقات ہیں، ان کے علاوہ جو اہم چیز رہ جاتی ہے، وہ شہوت رانی ہے، دوسرے نمبر پر اس کا بھی تذکرہ فرما دیا گیا، اور اگر مزید تعمقِ نظر کو دخل دیا جائے تو معلوم ہوگا کہ سارے محرمات و ممنوعات انہیں دو چیزوں کے درمیان دائر ہیں اور سو فی صدی بدکرداریوں کے محور یہی دو ہیں، سرقہ، قمار، سود اور دیگر جرائم و معاصی جو اگرچہ زبان سے نہیں کئے جاتے مگر سب پیٹ ہی کی خاطر تو ہوتے ہیں؟ اسی لئے لسان کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا ہے بلکہ فم کا لفظ ہے، جو زبان، حلق، اور پیٹ سب کا دروازہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

Marfat.com

اور مجسم اخلاص و مروت کے سہارا کا یقین ہوگا تو پھر اس نصب العین کی خاطر وہ اپنی جان کی بھی بازی لگا دے گا اور مال کی بھی، کیونکہ اسے کامل اطمینان ہوگا کہ اس کے اہل و عیال کی خبر گیری و کفالت کے باب میں اس کا وجود و عدم دونوں برابر ہیں۔

پھر جب ایسے مکارم اخلاق، ایسے محاسن سلوک اور ایسے شریفانہ معاملات کی بنیادوں پر کوئی معاشرہ ابھرے گا تو ہر دیکھنے والی آنکھ اور ہر سننے والے کان کے لئے اس میں کشش ہوگی اور امن و سلامتی، آسائش و خوش حالی اور سکون و راحت کی تلاشی روحیں اس معاشرے کے اجزائے ترکیبی بننے کی خاطر قطار اندر قطار آئیں گی اور یدخلون فی دین اللہ افواجا کا مرحلہ آجاتا ہے۔

حقوق العباد

واعبدوا اللہ[1] ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربی والیتامی والمساکین والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل ..... الآیہ

---

[1] اور خدا ہی کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور والدین اور قرابت مندوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور رفقائے پہلو (پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں .... کے ساتھ بھلائی و خیر خواہی کرو۔ (سورہ نساء)

والذین یوذون المومنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا و اثما مبینا ٢

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق المسلم علی المسلم ست:-	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (منجملہ دیگر حقوق کے) ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر (یہ) چھ حق (بھی) ہیں:-
اذا لقیتہ فسلم علیہ	۱۔ جب تم کسی مسلمان سے ملاقات کرو تو اس کو سلام کرو۔
واذا دعاک فاجبہ	۲۔ اور جب کوئی مسلمان تم کو دعوت دے تو اس کو قبول کرو۔
واذا استنصحک فانصحہ	۳۔ اور جب کوئی مسلمان تم سے نصیحت کا خواہاں ہو تو اس کو نصیحت کرو
واذا عطس فحمد اللہ فشمتہ	۴۔ اور جب چھینک کے الحمد للہ کہے تو یرحمک اللہ کہو۔
واذا مرض فعدہ	۵۔ اور جب بیمار ہو، تو اسکی عیادت کرو۔
واذا مات فاتبعہ	۶۔ اور جب مر جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرو۔

(بلوغ المرام بحوالہ مسلم بروایت حضرۃ ابوہریرۃ رض)

---

٢ اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسے کام پر جو انھوں نے نہیں کیا، ایذا دیتے ہیں، ایسے لوگوں نے بہتان اور صریح معصیت کا بار اپنے سر پر اٹھایا۔ (سورۂ احزاب)

Marfat.com

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ملعونٌ مَنْ ضارّ مومناً او مکر بہٖ
(ترجمان السنۃ بحوالہ ترمذی بروایت حضرۃ ابوبکرؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ملعون ہے جو کسی مومن کو ضرر پہونچائے یا اس کو فریب دے۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذا کُنتُم ثلاثۃً فلا یتناجی اثنان دون الاٰخر حتّٰی تختلطوا بالنّاس من اجل انّ ذالک یحزنہٗ
(مشکوٰۃ بحوالہ بخاری ومسلم بروایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تین آدمی ہوں تو ایک کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں اس لئے کہ ایسا کرنا اس شخص کے لئے باعثِ حزن و ملال ہوگا، ہاں، اگر بہت سے آدمی ہوں تو ایسا کرنے میں مضائقہ نہیں۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مازال جبرئیل یوصینی بالجار حتّٰی ظننتُ انّہ سیُورّثہٗ۔
(بخاری ومسلم بروایت حضرۃ ابن عمرؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پڑوسی کے (حقوق) کے بارے میں جبرئیلؑ مجھے اتنی تاکید کرتے رہے کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ اب پڑوسی کو وارث بنایا جائے گا۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

مَن کَانَ یُومِنُ بِاللّٰہِ وَالیَومِ الاٰخِرِ فَلیُکرِمُ ضَیفَہٗ، وَمَن کَانَ یُومِن بِاللّٰہِ وَالیومِ الاٰخِرِ فَلا یُوذِ جَارَہٗ وَمَن کَانَ یُومِن بِاللّٰہِ وَالیومِ الاٰخِرِ فَلیَقُل خَیراً اَولِیَصمُت۔

(بخاری بروایت حضرۃ ابوہریرہ رض)

فرمایا کہ جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے، اور جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو اذیت نہ پہونچائے اور جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہو وہ یا تو اچھی بات کہے یا چپ رہے۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَعطُوا الاَجِیرَ اَجرَہٗ قَبلَ اَن یَجِفَّ عَرَقُہٗ

(مشکوٰۃ بحوالہ ابن ماجہ بروایت حضرۃ عبداللہ بن عمرؓ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری دیدو۔

اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ، مَنِ اقتَطَعَ حَقَّ امرِءٍ مُسلِمٍ بِیَمِینِہٖ فَقَد اَوجَبَ اللّٰہُ لَہُ النَّارَ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی مسلمان کا حق مارا اس پر اللہ نے جہنم واجب قرار دیدیا اور جنت اس پر حرام کردی

Marfat.com

وَحَرَّمَ علیہ الجنّۃَ، فقال لَہ رجلٌ، وَاِنْ کانَ شیئًا یسیرًا یارسولَ اللہ؟ فقالَ، وَاِنْ کانَ قضیبًا مِن اَراک۔

(مسلم بروایت حضرۃ ابو امامہ رضی)

ایک شخص نے کہا اگرچہ وہ کوئی معمولی سی چیز ہو، یارسول اللہ؟ آپؐ نے جواب دیا کہ اگرچہ وہ پیلو کی ایک ناکارہ اور معمولی سی شاخ ہی کیوں نہ ہو۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تؤذوا المسلمین ولا تُعیّروھم ولا تتبعوا عوراتھم فانّہ مَن یتبع عورۃَ اخیہ المسلم یتبع اللہ عورتہ ومن یتبع اللہ عورتَہٗ یفضحہٗ ولو فی جوفِ رحلِہ۔

(مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی

بروایت حضرۃ ابن عمر رض)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کو اذیت نہ پہنچاؤ۔ اور نہ انھیں (کسی عیب یا معصیت کا ہدف بناکر ذلیل و شرمندہ کرو، اور نہ ان کی عیب جوئی کے درپے رہو، اس لئے کہ جو اپنے کسی مسلم بھائی کے پوشیدہ عیب و معصیت (کے معلوم کرنے کے پیچھے لگتا ہے، تو پھر اللہ تعالیٰ اس شخص کے پوشیدہ عیب و معصیت (کو طشت از بام کرنے) پر تل جاتا ہو، اور جس کے پوشیدہ عیب و معصیت (کے افشا کرنے) پر اللہ تل جائے (تو سمجھ سکتے ہو کہ وہ) اسکو رسوا کرکے چھوڑتا ہو اگرچہ ایسا شخص اپنے گھر کے اندر گھر کر کیوں نہ بیٹھ جائے۔

Marfat.com

قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم
أتدرون من المفلس؟
قالوا، المفلس فینا من
لا درهم له ولا متاع،
فقال: ان المفلس من امتی
من یاتی یوم القیامة
بصلوٰة وصیام وزکوٰة
ویاتی وقد شتم
هذا، وقذف هذا
واکل مال هذا
وسفک دم هذا
وضرب هذا
فیعطی هذا
من حسناته وهذا
من حسناته
فان فنیت حسناته
قبل ان یقضی
ما علیه، اُخذ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ
سے ایک بار دریافت فرمایا کہ جانتے ہو
مفلس کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہم میں
مفلس (تو) وہ سمجھا جاتا ہے جسکے پاس
مال ومتاع نہ ہو، تو آپ نے فرمایا کہ میری
امت میں سے مفلس وہ ہے جو قیامت کے
دن (اپنی) نماز اور روزے اور زکوٰۃ کے
ساتھ آئے گا، اور (ساتھ ہی) اس حال
میں آئے گا کہ کسی شخص کے ساتھ اس نے
بدزبانی کی ہوگی، اور کسی پر کوئی اتہام
بہتان لگایا ہوگا، اور کسی کا مال ہضم کیے
ہوگا، اور کسی کا خون (ناحق) بہایا ہوگا اور
کسی کو مارا ہوگا، پس اس کی نیکیوں میں سے
اس کو دیا جائے گا اور اس کو (بھی) دیا جائیگا
(علیٰ ہذا القیاس جس جس پر اس نے زیادتی کی
ہوگی اُن کے درمیان اس کی نیکیاں تقسیم
کی جائیں گی) پس اگر اسکی نیکیاں ختم ہوگئیں
قبل اس کے کہ اُس پر لوگوں کے جو حقوق ہیں وہ
ادا ہوں، تو پھر اُن (بقیہ مظلومین) کے

Marfat.com

مِن خَطَايَاهُم فَطُرِحَت
عَلَيهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّار۔
(ریاض الصالحین بحوالہ مسلم بروایت
حضرۃ ابو ہریرۃ رضؓ)

گناہوں کو لے کر اس (ظالم)
پر ڈالا جائے گا، پھر اس (ظالم)
کو آگ کے حوالہ کر دیا جائے گا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لَيسَ المُؤمِنُ بِالَّذِي يَشبَعُ وَ
جَارُهُ جَائِعٌ اِلَى جَنبِهِ
(ترجمان السنۃ بحوالہ بیہقی بروایت حضرۃ ابن عباسؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ وہ شخص مومن نہیں
ہے جو اپنا تو پیٹ بھر لے اور اس کے
قریب اس کا پڑوسی بھوکا پڑا رہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم مَا مِن اِمرِئٍ مُسلِمٍ
يَخذُلُ امرَأً مُسلِمًا فِي مَوضِعٍ
يُنتَهَكُ فِيهِ حُرمَتُهُ
وَيُنتَقَصُ فِيهِ مِن عِرضِهِ
اِلَّا خَذَلَهُ اللہُ تعالیٰ
فِي مَوطِنٍ يُحِبُّ فِيهِ
نُصرَتَهُ وَمَا مِن امرِئٍ
مُسلِمٍ يَنصُرُ مُسلِمًا
فِي مَوضِعٍ يُنتَقَصُ مِن

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی امداد و اعانت
سے ایسے موقع پر بیٹھ جاتا ہے جہاں
اس کی عزت کی دھجیاں اڑائی جا رہی
ہوں اور اس کی آبرو ریزی کی جا رہی ہو
تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے نازک مرحلہ پر
اس کی اعانت و نصرت ترک کر دیتا ہے
جہاں وہ یہ چاہتا ہو کہ کوئی اس کی نصرت
و حمایت کے لئے کھڑا ہو۔ اور جو مسلمان
کسی مسلمان کی مدد و دستگیری کے لئے ایسے

عرضه وینتھک فیه من حرمته الا نصرہ اللہ فی موطن یحب فیه نصرته

(ترجمان السنہ بحوالہ ابو داؤد

بروایت حضرۃ جابر رض)

موقع پر کھڑا ہو جاتا ہے جہاں اس کی آبروریزی کی جا رہی ہو اور اس کی مٹی خراب کی جا رہی ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے مقام پر اس کی نصرت و مدد فرماتا ہے جہاں وہ یہ چاہتا ہو کہ کوئی اس کی مدد و نصرت کرتا۔

تشریحی اشارات:۔ اس کائنات کی کوئی چیز ایسی نہیں جس کا تعلق انسان کے ساتھ نہ ہو۔ اور اسی تعلق کی بنا پر انسان جمادات، نباتات اور حیوانات سب سے نفع اٹھاتا ہے، لیکن بے قید استفادہ کا اسے حق نہیں، بلکہ ان چیزوں سے وہی نفع اٹھانا چاہیئے جس کے لئے ان اشیاء کے خالق نے انھیں پیدا کیا ہے اور انھیں مواقع پر صرف کیا جانا چاہیئے جن میں صرف کرنے کا ان کے خالق نے حکم دیا ہے، ہر چیز سے صرف وہی مصرف لینا جسکے لئے اس کی تخلیق ہوئی ہے اس چیز کا حق ہے، اور ہر مخلوق سے اسی طرح کا معاملہ کرنا جس طرح کے معاملہ کرنے کی وہ سزاوار ہے، اسکا حق ہے اور اس حق کی ادائیگی ایک مومن و مسلم کا فریضہ ہے، پس ہر وہ شئے جو اس دنیا میں اپنا ایک وجود رکھتی ہے، اس سے استفادہ اور اسکے استعمال و مصارف کے حدود متعین ہیں۔ استفادہ اور استعمال و مصارف میں جو مسلم ان حدود کی پابندی نہیں کرتا وہ در اصل اپنے عمل سے یہ ثابت

کرنا چاہتا ہو کہ صانع و خالق نے اپنی اس صنعت و مخلوق کی کارکردگی کا اچھی طرح جائزہ نہیں لیا۔ اور اس شئے سے یہ کام لیا جا سکتا ہے مگر خالق کی نگاہ یہاں تک نہ پہونچ سکی۔

غرض جمادات، نباتات اور حیوانات سب کے حقوق ہیں اور ضروری ہے کہ حقوق کی نگہداشت کی جائے، اسی طرح انسانی افراد کے باہمی حقوق ہیں، اور ان حقوق سے عہدہ برا ہوئے بغیر نہ اسلامی تعلیمات کی برکتیں ظاہر ہو سکتی ہیں، نہ زندگی امن و سکون سے گزر سکتی ہے۔ نہ اسلام کا دائرہ وسیع ہو سکتا ہے اور نہ کسی ایسے صالح معاشرے کی تعمیر ہو سکتی ہے جو اسلام کا مطلوب ہے۔

ان حقوق کی ادائگی میں اسلام نے ایک خاص ترتیب ملحوظ رکھی ہے۔ اور اس ترتیب کی رعایت نہ رکھنے کی وجہ سے بسا اوقات انسان اپنے لئے عسرت و اذیت اور کرب و الم کو خود دعوت دیتا ہے۔ کبھی اس ترتیب سے اعراض کا نتیجہ خانگی کش مکش کی صورت میں رونما ہوتا ہے اور کبھی اس ترتیب سے غفلت خاندانی تعلقات اور قرابت مندی کو مجروح کر دیتی ہے اور شکر رنجی کی ایک مستقل خلیج حائل ہو جاتی ہے، اس لئے ادائگیِ حقوق کی رعایت و نگہداشت کے ساتھ اس تدریج کو پیش نظر رکھنا انتہائی ضروری ہے، جو اس سلسلہ میں اسلام نے قائم کی ہے، اس کی تفصیلات معتبر کتب سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

پڑوسیوں کے حقوق اور اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کے متعلق مندرجہ بالا

احادیث جن ہدایات اور جن تاکیدوں پر مشتمل ہیں۔ وہ ایسی نہیں کہ ان پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہوئے گزر جایا جائے، بلکہ ان کی اہمیت و افادیت کا بنظرِ غائر مطالعہ کرنا چاہئے۔

حقیقت یہ ہے کہ اقوام و ملل اگر رسول کی اسی تعلیم کو اپنالیں کسی دینی مقصد سے نہیں بلکہ محض دنیوی امن و راحت کی غرض سے سہی، تو بھی آج دنیائے انسانیت کی جہنم زاریاں ختم ہو سکتی ہیں، کیونکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو انسانی آبادی پڑوسیوں کے گھروں کے مجموعے کے علاوہ اور کس چیز کا نام ہے؟ اگر ہر ملک ہر شہر اور ہر قریہ ان تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائے تو پھر عالمِ انسانیت کا سارا ہیجان، اس کا تلاطم اور اس کی اندوہناکیاں آناً فاناً ختم ہو جائیں، انسانی معاشرے کی مثال ایک ایسے تالاب سے دیجا سکتی ہے جس میں کسی طرح کا تموج اور کسی قسم کی پراگندگی نہ ہو۔ لیکن جب اس تالاب کے کسی ایک گوشے میں ایک پتھر پھینک دیا جائے، تو پھر پانی کی لہریں تالاب کے بعید ترین گوشے تک پہونچ جاتی ہیں اسی طرح انسانی آبادی میں جب کوئی اپنے پڑوسی اور اپنے چپ و راست کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی کر بیٹھتا ہے، تو پھر پوری آبادی اس سے متاثر ہو جاتی ہے، اور یہ تاثر بڑھ کر انسانیت کو تاراج کرنے کا موجب بن جاتا ہے، لہٰذا اگر ہر گھرانہ اپنے قریب کے گھرانے کے ساتھ حسنِ معاملہ اور حسنِ سلوک سے پیش آئے تو پھر ساری دنیائے انسانیت، جو پڑوسیوں کے مجموعہ ہی کا نام ہے، امن و سکون اور سلامتی و آسائش کا گہوارہ بنی رہے اور جب بھی

انسانیت کی اس آبادی کے کسی گوشے پر ظلم و زیادتی ہو گی، تو رفتہ رفتہ انسان کی ساری آبادی اس کی لپیٹ میں آ جائے گی، اور آج جو انسانیت کراہ رہی ہے، کرب والم سے چیخ رہی ہے اور ظلم و اذیت سے پس رہی ہے، اس کا واحد سبب یہی ہے کہ قوی، اپنے ضعیف پڑوسی پر دستِ ستم دراز کرنے سے نہیں جھجکتا، ایک عیار شخص جوڑ توڑ سے نا واقف اپنے پڑوسی کو نقصان پہونچانے سے دریغ نہیں کرتا اور ایک خود غرض و شکم پرور اپنے گرد و پیش کے احتیاج و عسرت سے بے فکر اور بے پرواہ ہے، انھیں حالات کے اثرات ہیں جو وسیع سے وسیع تر ہو کر آج انسانیت کی تباہ کاری و ہلاکت کے موجب بن رہے ہیں۔

پس اسلام کی دوسری ہدایات کی طرح پڑوسیوں کے ساتھ حسن معاملہ اور حسن سلوک کی یہ تعلیم بھی نہ صرف صالح معاشرے کے لوازم میں سے ہے بلکہ نفسِ انسانیت کی بھلائی کا پیغام اور اس کے لئے رحمت و برکت کی ضامن بھی ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ [1]

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِيْ اثْنَتَيْنِ، رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ وَاٰخَرُ اٰتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً وَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا۔

(بخاری بروایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسد ممنوع ہے، سوائے اسکے کہ دو باتوں میں غبطہ کیا جاسکتا ہے ایک تو وہ شخص قابل رشک وغبطہ [2] ہے جس کو اللہ نے مال عطا فرمایا اور اس شخص نے اس مال کو حق (کے سربلند کرنے) میں جھونک دیا، اور دوسرا وہ شخص لائق رشک وغبطہ ہے جسے اللہ نے (دینی بصیرت اور علم و) حکمت سے نوازا اور وہ شخص (اپنے اس حکمت (وعلم) کی روشنی میں معاملات کے فیصلے کرتا ہے اور اس علم وحکمت سے لوگوں کو متمتع کرتا رہتا ہے۔

---

[1] اور تم کو کیا ہوگیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین کی وراثت خدا ہی کی ہے

[2] حسد اور غبطہ میں فرق یہ ہے کہ حسد میں دوسرے کو ملی ہوئی نعمت پر رشک وطلب کے ساتھ یہ جذبہ بھی پورے زور سے کارفرما ہوتا ہے (باقی صفحہ ۵۵ پر)

Marfat.com

انّ رسول اللہ علیہ وسلم قال ....

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ....

(بقیہ صفحہ ۵۴) کہ اس شخص سے وہ نعمت زائل ہو جائے اور چھن جائے ـــ اور غبطہ میں صرف یہ جذبہ ہوتا ہے کہ کاش اللہ تعالیٰ اس کی طرح مجھے بھی اس نعمت سے سرفراز فرماتا کبھی حسد کو اسکے مذکورہ مفہوم سے "جذبۂ زوالِ نعمت" کو سلب کر کے غبطہ کے معنی میں استعمال کر لیتے ہیں، جیسا کہ مندرجہ ذیل روایت سے اس کی تشریح و تفسیر ہو جاتی ہے۔

لا تحاسُدَ اِلّا فی اثنتینِ رجلٌ آتاہُ اللہ القرآنَ فھو یتلوہ آناءَ اللّیلِ و آناءَ النّھارِ فھو یقولُ لو اُوتیتُ مثلَ ما اُوتیَ ھٰذا لفعلتُ کما یفعلُ و رجلٌ آتاہُ اللہ مالًا فھو ینفقہٗ فی حقّہٖ فیقولُ لو اُوتیتُ مثلَ ما اُوتیَ عملتُ فیہِ مثلَ ما یعمل۔

(بخاری بروایت حضرت ابوہریرہؓ)

آپس میں حسد جائز نہیں البتہ دو معاملہ میں غبطہ محمود ہے، ایک تو ایسا شخص جس کو اللہ نے علم قرآن عطا فرمایا جس کی وہ شب روز تلاوت کرتا ہو تو ایسے شخص پر رشک کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہو کہ کاش مجھے بھی اللہ کی نعمت حاصل ہوتی تو میں بھی رات دن اسی شخص کی طرح تلاوت کرتا اور دوسرا ایسا شخص جس کو اللہ نے مال و دولت عطا فرمائی جس کو وہ اسکے صحیح مصرف و حق کی خاطر خرچ کرتا رہتا ہو تو ایسے شخص پر رشک کرتے ہوئے کہنے والا کہہ سکتا ہو کہ کاش مجھے بھی یہ نعمت حاصل ہوتی تو میں بھی اس کی طرح اس معاملہ میں پیش پیش ہوتا

عالم قرآن سے بڑھ کر دانائے حکمت اور کون ہو سکتا ہے پس یہ ارشاد نبوی کا مفصل ہے ورنہ مفہوم و مدعا دونوں ارشادات کا ایک ہی ہے۔

اتقوا الشح فان الشح اهلک من کان قبلکم، حملهم علیٰ ان سفکوا دماءھم واستحلوا محارمھم۔

(مسلم بروایت حضرۃ جابر بن عبداللہ رض)

بخل و کنجوسی سے بچتے رہو، اس لئے کہ اس بخل و کنجوسی نے بھاری پیش رو اقوام کو ہلاک کردیا، انھیں اس نے اس بات پر برانگیختہ کیا کہ وہ لوگ اپنوں کا خون بہائیں اور اُن کے لئے جو امور حرام و ممنوع تھے انھیں حلال قرار دیدیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الصدقۃ لتطفیٔ غضب الرب وتدفع میتۃ السوء

(الترغیب والترہیب بحوالہ ترمذی بروایت حضرۃ انس بن مالک رض)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صدقہ اللہ کے غضب کو بجھا دیتا ہے اور بُری موت مرنے سے روکتا ہے۔

تشریحی اشارات:۔ ہر شخص خواہ وہ بندۂ مومن ہو یا کافر مشرک ہو یا ملحد اس امر واقعی سے بہرحال مجال انکار نہیں رکھتا کہ اُسے نہ اپنی جان پر دسترس حاصل ہے اور نہ اپنے مال پر موت آتی ہے اور وہ اُس کے سامنے بے دست و پا ہوتا ہے۔ مال کے متعلق چاہے جس قدر بھی اپنی ملکیت اور اپنے قبضہ و قدرت کا دعوی کرے، مگر —— ہر چند کہے کہ ہے، نہیں ہے —— رُوپہلے اور سنہری بستر پر سوتا ہے لیکن جب آنکھ کھلتی ہے تو فقیر بے نوا ہوتا ہے سونے اور چاندی کے انبار کو زمین میں دفن کرکے سمجھتا ہے کہ محفوظ کردیا، دنیا کے

آب و گِل کو ہلکی سی جنبش ہوتی ہے تو اس کا وہ دفینہ سطح زمین پر ہوتا ہے اور وہ خود بطنِ زمین میں، قارون چلا گیا، مگر اپنے ساتھ "قارونیت" نہ لیجا سکا! کیا قبضۂ قدرت کے یہی انداز اور ملکیتِ تامہ کے یہی خد و خال ہوتے ہیں؟

دوسرے تو اس انقلاب اور اس بے چارگی کو بخت و اتفاق، بے تدبیری، نقصانِ عقل اور "ماڈیت" کی کرشمہ سازیوں پر محمول کر کے اپنے نفس کو فریب دے لیتے ہیں، مگر ایک مومن و مسلم نہ فریبِ نفس کا شکار ہو سکتا ہے اور نہ اس کا شعور و بصیرت اس کی اجازت دیتا ہے کہ وہ شکاری سے بھاگے ہوئے اُس شتر مرغ کی طرح "قابلِ رحم حماقت" میں مبتلا ہو، جو ریت میں اپنے سر اور گردن کو گھسیڑ کر یہ سمجھتا ہے کہ شکاری کی نگاہوں سے محفوظ ہو گیا، بلکہ وہ پورے انشراحِ صدر اور فکر و عقل کی پوری بصیرت کے ساتھ اس حقیقت کو جانتا ہے کہ نہ اس کی جان اس کی جان ہے اور نہ اس کا مال اس کا مال ہے، بلکہ دونوں اُسی خالق و مالک کے ہیں جس کی تخلیق کے کرشمے یہ چاند اور سورج، یہ نجوم و کواکب، یہ نباتات و جمادات اور یہ زمین و آسمان ہیں۔ اور جس کی ملکیت یہ ساری کائناتِ ارضی و سماوی ہے اور اس شخص کی حیثیت تو ایک محدود دائرے میں محض امینِ متصرف کی ہے، اس لئے مالک کو حق ہے کہ وہ جب چاہے اور جس طرح چاہے اپنی ملک طلب کر لے۔ امین کو حق نہیں کہ واپسی میں لیت و لعل کرے! بارِ خاطر کو بھی اپنے پاس پھٹکنے دے۔ مالک کا یہی کتنا بڑا احسان ہے کہ وہ سارا مال طلب نہیں کرتا بلکہ جزوی طور پر اس کا ایک حصہ طلب

Marfat.com

کرتا ہے، اور مالک بھی وہ جس کی قدرت و طاقت کے سامنے یہ سارا عالمِ ہست و بود مجبورِ محض اور بے بس ہے۔ اس لئے کتنی بڑی بدبختی و بغاوت ہو گی کہ خندہ پیشانی اور طیبِ نفس سے نہ دیا جائے۔

پھر وہ مالک کچھ خود اپنی ذاتی غرض اور فائدے کی خاطر مال کا مطالبہ نہیں کرتا، بلکہ جسم و روح رکھنے والے انسانوں کو انھیں جیسے گوشت پوست سے بنے ہوئے دوسرے انسانوں کی دستگیری و اعانت کی خاطر انفاق کا حکم دیتا ہے، اور اس میں انفاق کرنے والوں ہی کا بھلا ہے، کیونکہ اعانت و امداد اور حسنِ سلوک کے باعث حسد اور انتقامی جذبات پرورش نہیں پاتے، طبقاتی کش مکش نہیں ہونے پاتی اور مفسدین فی الارض کے لئے امیر و غریب کو آپس میں لڑانے کا موقع نہیں ملتا۔ مال داروں کی جانیں اور مال بھی محفوظ رہتے ہیں اور زمین بھی شر و فساد سے مامون رہتی ہے۔

اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر انفاق بھی محض انسانوں ہی کی بھلائی کے لئے ہے، راستبازی، شرافت، حریت، پاکیزگی، دیانت، ایمان داری اور امن و سلامتی کے جلووں کو اپنی آغوش میں رکھنے والا معاشرہ انسانیت ہی کی خوشحالی و ترقی اور اطمینان و راحت کے لئے ہے، اور اس طرح کا معاشرہ دینِ حق کی سربلندی اور منکرات کے استیصال ہی کی شکل میں برپا ہو سکتا ہے، اور مال کی وقتی قربانیوں کے عوض اگر اس طرح کا بابرکت معاشرہ نصیب ہو جائے تو یہ سودا خالص نفع کا سودا ہے۔

محض دنیا میں انسانوں کی بھلائی و خیر خواہی کے نقطۂ نظر ہی سے دیکھا جائے تو یہ انفاق ضیاعِ مال نہیں ہے بلکہ اپنے انجام کے لحاظ سے ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے، اور اس کے لئے اُخروی اجر کا وعدۂ الٰہی محض فضل و عطا ہے اور بندوں پر کرمِ عظیم۔

مگر شیطان کب چاہتا ہے کہ انسانیت چین و سکون سے رہے، وہ کس طرح یہ گوارہ کرسکتا ہے کہ زمین فتنہ و فساد کی آماجگاہ نہ بنے، وہ کیونکر یہ برداشت کرسکتا ہے کہ اولادِ آدم کے لئے زمین اپنے خزانے اُگل دے اور آسمان سے برکتوں کی بارشیں نازل ہوں، اس لئے وہ انسان کو انفاق فی سبیل اللہ سے باز رکھنے کے لئے مختلف حربے استعمال کرتا ہے، اُسے ضیاعِ مال کے اندیشوں میں مبتلا کرتا ہے، اُسے فقر و افلاس کا خوف دلاتا ہے، اس پر تنگدستی و عسرت کا افسوں پھونکتا ہے، عیش کوشی و عشرت طلبی کے دام بچھاتا ہے، اور ان ساری چالبازیوں کا مقصود اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا کہ انسان انسان کے گلے کاٹتا رہے، زمین پر برائیوں کا تسلط رہے، منکرات اور فحاشیاں فروغ پائیں اور معروفات مٹ جائیں۔ حالانکہ آج تک نہ کبھی یہ ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے کہ صدقہ و خیرات اور انفاق فی سبیل اللہ سے انسان مفلسی و قلاشی کا ایسا شکار ہو گیا ہو کہ اسے فاقوں یا بھوک کی موت طاری ہوئی ہو، عسرت و تنگی سے تنگ آکر اس نے خودکشی کی ہو، یا اس کا ارادہ کیا ہو، یا کسی کے دستِ رفاقت دیکر نکالا گیا ہو، اس کی ایک مثال بھی پیش کرنے سے زمانہ قاصر ہے، اس کے برخلاف ہمیشہ یہ ہوتا

Marfat.com

اور آج بھی سیکڑوں مثالیں ایسی ہیں کہ وہ لوگ جنھوں نے سونے
اور چاندی کے گہواروں میں پرورش پائی، جن کے دروازوں پر
ہاتھی جھومتے تھے اور جو خُدّام و مصاحبین کی پلٹنوں کے جھرمٹ میں
نکلا کرتے تھے، صدقہ و خیرات سے اُن کی غفلت اور انفاق فی سبیل اللہ
سے اُن کے بخل نے انھیں دیکھتے دیکھتے بے یار و مددگار بنا دیا، جہاں
انھیں ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا تھا اور آنکھوں پر جگہ دی جاتی تھی،
وہاں سے دھکے دے کر نکالے گئے، فقر و فاقہ سے نڈھال دستِ سوال
دراز کئے ہر کس و ناکس کے سامنے کھڑے نظر آئے اور بالآخر ایک دن
کسی دریا میں اُن کی لاش تیرتی دکھائی دی، یہ اس لئے نہیں ہوا کہ
انھوں نے محتاجوں اور حاجتمندوں کی دستگیری و اعانت کی اور نہ
اس لئے کہ حق کو غالب کرنے کی خاطر انھوں نے اپنی دولت لٹا دی
اور جامۂ ثروت اُتار کر لباسِ افلاس پہن لیا بلکہ اس لئے کہ جن مصارف
اور جن حدود میں استعمال کرنے کے لئے انھیں نعمت مالداری و
غنا ملی تھی اُس سے سرتابی کرتے ہوئے شیطانی وسوسوں کے لئے اپنے
دل کے پٹ کھول دئے اور عیاشی و بدچلنی اور اسراف و تبذیر کی راہ پر
گامزن ہوئے۔

اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَاءِ
وَاللّٰہُ یَعِدُکُمْ مَغْفِرَۃً مِّنْہُ وَفَضْلًا

Marfat.com

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر[1]

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ، فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان۔

(مسلم بروایت حضرۃ ابوسعید الخدری رض)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ تم میں سے جو شخص کسی منکر کو دیکھے تو اسے چاہیئے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے (معروف سے) بدل دے اور اگر ہاتھ سے تبدیلی کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو پھر زبان سے اس کی اصلاح کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو دل سے اس کو بُرا جانے (اور اس سے الگ تھلگ رہے) اور یہ ایمان کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] تم سب سے بہترین امت ہو (جو) لوگوں کے درمیان ...... برپا کی گئی ہے (کہ) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہو (سورۃ آل عمران)

مَا مِن رَجُلٍ يَكُونُ فِي قَومٍ يَعمَلُ فِيهِم بِالمَعَاصِي يَقدِرُونَ عَلَى اَن يُغَيِّرُوا عَلَيهِ وَلَا يُغَيِّرُونَ اِلَّا اَصَابَهُم اللّٰهُ مِنهُ بِعِقَابٍ قَبلَ اَن يَمُوتُوا۔
مشکوٰۃ بحوالہ ابو داؤد بروایت
حضرت جریر ابن عبد اللہ رض

ارشاد فرمایا کہ جس قوم کا کوئی فرد ان کے درمیان معاصی کا ارتکاب کئے جا رہا ہو اور قوم اسپر قادر ہو کہ وہ اس شخص کی معصیت کاریوں (کو نیکوکاری سے) بدل دے، اور پھر بھی لوگ اس کی اصلاح و تبدیلی نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی موت سے پہلے سب کو اپنے عذاب میں مبتلا کردے گا۔

عن ابی بکر الصدّیق رضی اللّٰہ عنہ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ان الناس اذا رأوا الظالم فلم یاخذوا علی یدیہ اوشک ان یعمّہم اللّٰہ بعقاب من عندہ۔
(الترغیب والترھیب بحوالہ ابو داؤد و ترمذی وغیرہ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ جب ظالم کو (ظلم کرتے ہوئے) دیکھیں اور اس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو بہت جلد اللہ تعالیٰ پوری قوم کو اپنے عذاب کی لپیٹ میں لے لے گا۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

Marfat.com

لَا تَزَالُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تَنْفَعُ مَنْ قَالَهَا وَتَرُدُّ عَنْهُمُ الْعَذَابَ وَالنِّقْمَةَ مَا لَمْ يَسْتَخِفُّوا بِحَقِّهَا قَالُوا، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا الْاِسْتِخْفَافُ بِحَقِّهَا ؟ قَالَ يَظْهَرُ الْعَمَلُ بِمَعَاصِي اللّٰهِ فَلَا يُنْكَرُ وَلَا يُغَيَّرُ۔

(الترغیب والترہیب بحوالہ اصبہانی)

بروایت حضرت انس بن مالکؓ

فرمایا کہ کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ الخ اپنے قائلین کو نفع پہونچاتا رہے گا اور ان کو خدا کے عذاب وگرفت سے بچاتا رہے گا جب تک کہ (اس کے قائلین) اس کلمہ کے حق کا استخفاف نہ کرنے لگیں، لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ، اس کلمہ کے حق کا استخفاف کیا ہے؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اللہ کے معاصی برملا علانیہ ہونے لگے اور ان پر نکیر کی جائے اور نہ ان کی اصلاح کی جائے۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِي اُمَّةٍ قَبْلِي اِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ اُمَّتِهِ حَوَارِيُّونَ وَاَصْحَابٌ يَاْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِاَمْرِهِ ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ، وَيَفْعَلُونَ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے پہلے کسی بھی امت میں اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث فرمایا ہے، اس امت میں اس کے حواری اور صحابی ہوتے رہتے تھے جو اس نبی کے اسوہ کی پیروی اور اس کے احکام کی اتباع کرتے تھے، اسی طرح تم بھی کرتے ہو گے،

Marfat.com

مَا لَا يُؤمَرُونَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤمِنٌ، لَيْسَ وَرَاءَ ذَالِكَ مِنَ الْاِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ۔

(مسلم بروایت حضرۃ عبداللہ بن مسعود رض)

پھر ایسے ناخلف ہوں گے کہ باتیں وہ کریں گے جن پر خود ان کا عمل نہ ہوگا، اور کام وہ کریں گے جن کا حکم اللہ نے ان کو نہیں دیا ہے تو جس نے ایسے لوگوں کے خلاف ہاتھ سے جہاد کیا وہ مومن ہے، اور جس نے ان کے خلاف زبان سے جہاد کیا وہ مومن ہے، اور جس نے ان کے خلاف دل سے جہاد کیا وہ مومن ہے اس سے نیچے رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ تعالیٰ وَاهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ۔

(مشکوٰۃ بحوالہ بیہقی بروایت حضرۃ انس رض)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب فاسق کی مدح سرائی کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ (مدح کرنے والے پر) غضبناک ہوتا ہے، اور اس کے اس فعل مدح سے عرش الٰہی کانپ اٹھتا ہے۔

Marfat.com

تشریحی اشارات :- ایک شخص جو پوری بصیرت کے ساتھ اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لاتا ہے، وہ دراصل اس امر کا اعتراف کرتا ہے کہ اس نے دنیا میں اپنا مقام پہچان لیا ہے اور اس پر یہ حقیقت روشن ہو چکی ہے کہ اس کائناتِ ارضی و سماوی کی مالک و حاکم اللہ وحدہ لاشریک کی تنہا ذات ہے۔ اور انسان کی —— لہٰذا اُس کی —— حیثیت اس زمین پر مختارِ مطلق ہونے کی نہیں ہے۔ بلکہ اس کے مالک کے محدود اختیارات رکھنے والے ایک خلیفہ و نائب کی ہے اور چونکہ اسکی حیثیت یہ ہے، اس لئے لازمی طور پر اس کا یہ فرضِ منصبی قرار پاتا ہے کہ زمین کے مالک کے منشاء کے مطابق یہاں اپنے اختیارات کا استعمال کرے اور ظاہر ہے کہ اللہ کی نظر میں منکرات و فواحش انتہائی مبغوض و ناپسندیدہ چیزیں ہیں اور جب ایسا ہے تو کھلی ہوئی بات ہے کہ مالکِ زمین کے خلیفہ کی یہ ڈیوٹی ہونی چاہئے کہ زمین کو منکرات کے جھاڑ جھنکاڑ سے پاک کرے اور اس کے مالک کی پسند کے مطابق معروفات کی چمن بندی کرے اور پھر نہایت تندہی و بیدار مغزی سے اس لہلہاتے ہوئے باغ کی رکھوالی بھی کرے تاکہ چوروں، اچکوں اور ڈاکوؤں سے اس باغ کو کسی طرح کا کوئی نقصان نہ پہنچنے پائے، اور جو مومن و مسلم اپنے ادّعائے ایمان و اسلام کے باوجود منکرات کے استیصال اور معروفات کے فروغ کے لئے سرگرم عمل نہیں ہے، اس نے یا تو فہم و بصیرت سے توحید و رسالت کی تصدیق و اعتراف نہیں کیا ہے یا پھر وہ جانتے بوجھتے اپنے فرضِ خلافت

میں کوتاہی کر رہا ہے، جو بھی شکل ہو بہرحال، مالک اپنی ملک کی حفاظت سے تو غافل نہیں ہوگا؟ وہ تو اپنی ملک کو خائنوں کے دست و برد سے بچائے گا، اور چونکہ وہ ایسا کرے گا اس لئے لازمی طور پر ایک طرف اپنے فرضِ منصبی سے غفلت کرنے والے خلفاء اُس ہستی کے عتاب میں آئیں گے جس کی نیابت و خلافت کو قبول کر کے انھوں نے اُس کی "جاگیر" کے نظم و نسق کی ذمہ داری لی تھی اور دوسری طرف یہ امانت ان لوگوں سے چھین کر ایسے لوگوں کی تحویل میں دیدی جائے گی جو اس کی حفاظت کے مستحق ہوں گے اور امتحان کے بعد اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کر دیں گے کہ ان کی سرگرمیاں حدودِ خلافت سے متجاوز نہ ہوں گی۔

اور ان غفلت کیشوں میں سے وہ لوگ جو نہ صرف یہ کہ اپنے فرض منصبی کو ترک کئے بیٹھے ہیں، بلکہ منکرات و فواحش کے مرتکبین کی مدح و ثنا میں رطب اللسان رہا کرتے ہیں، وہ اپنی شدتِ جرم کے لحاظ سے دُہری سزا کے مستحق ہیں، کیونکہ وہ اپنی استطاعت کے لحاظ سے نہ صرف یہ کہ معصیت کاروں کا ہاتھ نہیں پکڑ لیتے، یا زبان سے ان کے خلاف اظہار بیزاری نہیں کرتے یا دل سے ان کے کردار کو بُرا نہیں سمجھتے، بلکہ اپنے تعریفی کلمات سے مجرمین کی ہمت افزائی کرتے ہیں اور اس کا موقع فراہم کرتے ہیں کہ عصیاں و تمرد کے جراثیم پھیلیں اور زمین فساد کا گہوارہ بن جائے لہٰذا اس مدح و ثنا کے ذریعہ منکرات و فواحش کی درحاصل آبیاری کی جاتی ہے۔ اور اس طرح گویا یہ مداحین، مفسدین کے شریک

جرم ہو جاتے ہیں، چوروں اور ڈاکوؤں کی جو سزا ہونی چاہئے، وہ تو انھیں ملا ہی کرتی ہے، مگر ایسا شخص جو کسی کا مالِ امانت رکھ کر حملہ آور ڈاکوؤں کا نہ صرف یہ کہ کوئی مقابلہ نہ کرے بلکہ ان کا استقبال و خیر مقدم کرے، اپنے جرم کے لحاظ سے اس کا کیا مقام ہونا چاہئے؟ اسے ہر شخص سمجھ سکتا ہے، خدا کے مبغوض و معتوب لوگوں کی مدح سرائی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انھیں مُنعَم علیہم تصور کیا جا رہا ہے، اس حرکت کے انجام پر زمین و آسمان اور عرش و فرش لرزہ براندام نہ ہوں گے تو کیا تحسین و ستائش کے پھول برسائیں گے۔؟

قول و عمل میں تضاد

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ[۱]

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ[۲]

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لاکر

---

[۱] یہ (آخر) کیا (روش) ہے کہ تم لوگوں کو (تو) نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنے تئیں فراموش کئے دیتے ہو؟ (سورہ بقرہ)

[۲] خدا اس بات سے سخت بیزار ہے کہ ایسی بات کہو جس پر خود تم عمل نہیں کرتے (سورہ صف)

فی النار فتندلق اقتابه
فی النار فیطحن فیها
کطحن الحمار برحاه
فیجتمع اهل النار علیه
فیقولون ای فلان!
ما شانک؟ الیس
کنت تأمرنا بالمعروف
وتنهانا عن المنکر،
قال کنت آمرکم
بالمعروف ولا آتیه
وانهاکم عن المنکر وآتیه۔
(مشکوٰۃ بحوالہ بخاری ومسلم بروایت
حضرت اسامۃ بن زید رض)

جہنم میں ڈال دیا جائے گا، (جہنم میں
پڑنے کے بعد) اس کی آنتیں نکل پڑیں گی
اور وہ شخص اس طرح آنتوں میں
گھومے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد
گھومتا ہے، دوزخی جمع ہو جائیں گے
اور کہیں گے کہ اے فلاں! تیرا کیا حال
ہے؟ کیا تو ہم کو بھلائی کرنے اور
برائی سے بچنے کا حکم نہیں دیتا تھا،
تو وہ شخص کہے گا کہ میرا یہ حال تھا کہ
میں تم کو تو بھلائی کا حکم دیتا تھا
لیکن خود بھلائی نہیں کرتا تھا، اور
تم کو برائیوں سے روکتا تھا لیکن خود
اُن برائیوں کا ارتکاب کیا کرتا تھا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اتیت لیلۃ
اسری بی علی قوم تقرض
شفاھھم بمقاریض من نار
فقلت من ھؤلاء یا جبرئیل؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ شب معراج کو میرا گزر ایک
ایسی جماعت پر ہوا جنکے ہونٹوں
کو آگ کی قینچیوں سے تراشا جارہا
تھا تو میں نے کہا کہ اے جبرئیل یہ کون

Marfat.com

قال خطباءُ امّتک الذین یقولون مالا یفعلون ویقرءون کتاب اللہ ولا یعملون بہ۔

(الترغیب والترہیب بحوالہ بیہقی بروایت حضرۃ انس بن مالک رضؓ)

لوگ ہیں، انھوں نے جواب دیا کہ یہ (باعتبار اپنے جزائے اعمال کے، عالم مثال میں آپ کے روبرو آپ کی امت کے وہ مقررین وخطیب ہیں جو ایسی باتیں کہتے ہیں جو خود نہیں کرتے اور قرآن پڑھتے ہیں مگر اس پر عمل نہیں کرتے۔

نفاق وعلاماتِ نفاق

۔فاعقبھُم[1] نفاقاً فی قلوبھم الیٰ یوم یلقونہ بما اخلفوا اللہ ما وعدُوہ وبما کانوا یکذبون

ویحلفون[2] باللہ انھم لمنکم وما ھم منکم الآیہ

قَالَ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم آیۃُ المنافق ثلاث۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں۔

---

[1] تو خدا نے اسکا انجام یہ کیا کہ اس دن تک کے لئے جس میں وہ خدا کے روبرو حاضر ہوں گے اُن کے دلوں میں نفاق ڈال دیا اسلئے کہ انھوں نے خدا سے جو وعدہ کیا تھا اسکے خلاف کیا اور اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے (سورہ توبہ)

[2] اور یہ لوگ خدا کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تمھیں میں سے ہیں، حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں اور ...

اذا حدّث كذب۔
وَاذا وَعَدَ اخْلَفَ
وَاذا اؤتُمِنَ خان
وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ انّه مُسْلِمٌ
(ریاض الصالحین بحوالہ مسلم بروایت
حضرۃ ابوہریرۃ رض)

۱. جب بات کرے جھوٹ بولے۔
۲. جب وعدہ (وعہد) کرے خلاف کرے
۳. جب اسے کسی چیز کا امین بنایا جائے
تو اس میں خیانت کرے اگرچہ ایسا
شخص روزہ رکھتا ہو اور نماز پڑھتا
ہو اور اپنے مسلم ہونے کا اسے زعم ہو۔

عن النّبی صلی اللہ علیہ وسلم
قالَ اربعٌ مَن کُنّ فیہ کانَ
مُنافقاً خالصاً، وَمَن کانتْ
فیہ خصلة منهنّ کانتْ فیه
خصلة مِنَ النِّفاقِ حتّی
یدعها:۔
اذا اؤتُمِنَ خان۔
وَاذا حدّث کذب۔
وَاذا عاهَدَ غدر
واذا خاصم فجر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص
میں جمع ہو جائیں وہ پورا منافق ہے
اور جس میں ایک خصلت پائی جائے
تو اس میں نفاق کی ایک خصلت
ہوگی تاآنکہ اسے ترک نہ کر دے۔
۱. اسے کسی چیز کا امین بنایا جائے
تو اس میں خیانت کرے۔
۲. جب بات کرے جھوٹ بولے۔
۳. جب عہد کرے توڑ ڈالے۔
۴. اور جب جھگڑا کرے (تو مخالفت پر
اتنا تُل جائے کہ) ناجائز امور کا

(بخاری بروایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ) ارتکاب شروع کر دے۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰی ھٰذِہِ الاُمَّۃِ کُلَّ مُنَافِقٍ یَتَکَلَّمُ بِالحِکْمَۃِ وَیَعْمَلُ بِالجَوْرِ
(مشکوٰۃ بحوالہ بیہقی بروایت حضرت عمر بن الخطابؓ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس امت کے لئے ہر ایسے منافق سے خطرہ ہے جو باتیں تو حکیمانہ کرتا ہے، مگر اس کا عمل (تعلیماتِ دینیہ سے) سرکشی وتمرد پر استوار ہے۔

تشریحی اشارات:۔ وہ شخص جو توحید و رسالت کا منکر ہو اور وہ شخص جو اللہ، اللہ کی کتاب اور اس کے احکام کی اطاعت، رسول، اسوۂ رسول اور اس کی اتباع میں تو رطب اللسان ہو، مگر اس کی عملی زندگی احکام خداوندی کی اطاعت اور اسوۂ نبوی کی اتباع سے بے نیازی پر استوار ہو، دونوں دنیوی زندگی کی برکتوں سے بے بہرہ ہوتے ہیں، دونوں ایک مسلسل قلق، درماندگی، تذبذب، اضطراب، خوف وخطر اور "معیشتِ ضنک" کے شکار اور فوز وفلاح سے محروم ہوتے ہیں اس لئے کہ زبانی دعووں اور لسانی اعتراف کی قدر وقیمت کیا؟ اور اعمال و کردار کی نتیجہ خیزی میں ادعائے زبانی کو کیا دخل؟ ایمان واسلام پر غیر مطمئن قلب کے ساتھ محض ریا ونمایش سے تبلیغ وموعظ کی حکیمانہ نورافشانیوں میں چاہے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے، مگر نتائج وخواص تو وہی رونما ہوں گے جو

اس عمل و کردار کے ہیں، زبان سے چاہے کچھ ہی کہتے رہیے، جس طرح سنکھیا کو شہد کہتے ہوئے، کھا لینے کا نتیجہ موت ہی ہوگا، اور زبان سے اس کے لئے شہد کی رٹ لگاتے رہنے کی بنا پر موت کی گرفت سے بچاؤ نہیں ہو سکتا، اسی طرح خدا کی عظمت و جلالت اور اس کی کبریائی و حاکمیت کے زبانی اعتراف کے ساتھ عملاً خدا کے احکام سے بے نیازی اور باطل نظام کو اپنی زندگی میں جاری و ساری کرنے کا انجام و نتیجہ ہلاکت و نامرادی نکل کر رہے گا، کیونکہ محسوسات و مشاہدات کے خواص و آثار کی طرح اعمال و کردار کے بھی مخصوص نتائج و آثار ہیں، اور جس طرح آگ کے شعلے ٹھنڈک نہیں پہونچا سکتے اور برف کی قاش سے گرمی حاصل نہیں کی جا سکتی، اسی طرح انسانی کردار کا معاملہ ہے، کہ صلاح و تقویٰ پر استوار اعمال اپنے اندر وہ مخصوص نتائج و خواص رکھتے ہیں جو منکرات و نا خدا ترسی کے مظاہر کردار نہیں رکھتے، انسانی اختیار کا تعلق انتخاب عمل سے ہے نہ کہ نتیجۂ عمل سے، انسان اختیارِ اعمال کے لحاظ سے بالکل آزاد رکھا گیا ہے، وہ جس طرزِ عمل کو چاہے، اختیار کر سکتا ہے، لیکن کسی ایک طرزِ عمل کو اختیار کر لینے کے بعد اُس عمل کی نتیجہ خیزی پر اسے کوئی قدرت حاصل نہیں، جس طرح انسان کو یہ تو اختیار ہے کہ وہ آگ کے انگارے اٹھالے یا برف کے ٹکرے، لیکن اٹھا لینے کے بعد اس پر دسترس حاصل نہیں کہ آگ سے ٹھنڈک حاصل کرے اور برف سے گرمی، آگ آبلے ہی پیدا کرے گی اور برف ٹھنڈک ہی پہونچائے گی یہی صورت حال انسانی اعمال و کردار میں ہے کہ اس کا نو ہر شخص کو اختیار

دیا گیا ہے کہ وہ اپنی زندگی کو جس نظام پر چاہے استوار کرے، لیکن جس راہِ عمل کو پسند کر کے اس پر چل پڑے گا، اسکے نتائج پر اسے کوئی قدرت حاصل نہیں اور وہ نتائج رونما ہو کر رہیں گے، ہر راہ اور اس کی منزل کی نشان دہی کر دی گئی ہے، اور انسان کو اس سے آگاہ کر دیا گیا ہے[1]۔ جس راہ کو وہ منتخب کر کے اس پر گامزن ہوگا، اس کے ذریعہ اسی منزل پر پہونچے گا جو اُس راہ کی حد اور نتیجہ جزئی و خواص و آثار کے اس تکوینی قانون میں محسوسات اور انسانی اعمال و کردار دونوں جکڑے ہوئے ہیں، اور خدا کے تکوینی قانون کے علی الرغم اپنی سرگرمیاں جاری رکھ کر کوئی شخص اور کوئی گروہ نہ کبھی فائز المرام ہوا ہے اور نہ کوئی قوم پھلی پھولی ہے۔ اس سنت اللہ اور خدا کے اس تکوینی قانون کی کارفرمائیاں تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہیں جو ہر چشم بصیرت اور قلب سلیم کو دعوت مطالعہ دے رہی ہیں۔ اور جو لوگ نظام فطرت اور قانون قدرت کے خلاف نبرد آزما ہو کر پنپنے کی توقع رکھتے ہیں وہ ایک بھیانک فریب میں مبتلا ہیں۔

---

[1] ...... وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ــــ اور ہم نے اس (انسان) کو (خیر و شر کے) دونوں رستے دکھا دیے ہیں۔ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ــــ ہم نے اس (انسان) کو راہِ (حق) کی ہدایت کر دی، اب (یہ اسکا کام ہے کہ) وہ (اس پر گامزن ہو کر) عبد شاکر بنے، یا اس سے انحراف کر کے (عبدِ منکر)۔

رہا اُخری نعمت وسعادت اور اُخروی شقاوت و محرومی کا معاملہ، تو عقل کے فیصلے کا جہاں تک تعلق ہے، یہ ہے کہ چونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور دنیا میں مذکور الصدر دونوں طرح کے اشخاص کی عملی سرگرمیوں کی کاشت اپنے اندر کامل یکسانیت رکھتی ہے۔ اس لئے قیامت میں دونوں کے حاصل کاشت بھی یکساں ہونے چاہئیں

هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْمٰى

اقتدار و قیادت

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا[1]

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا[2]

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ[3]

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ الآیہ

بینما النبی صلی اللہ علیہ وسلم — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں

---

[1] خدا تمہیں اس کا حکم دیتا ہے کہ امانتیں اُن کے سپرد کرو جو ان (امانتوں) کے اہل ہوں (نساء)

[2] وہ (جو) آخرت کا گھر (ہے)، ہم نے اسے اُن لوگوں کے لئے (تیار) کر رکھا ہے جو ملک میں نہ بڑائی کی خواہش رکھتے ہیں اور نہ فساد کا ارادہ (سورۂ قصص)

[3] مومنو! خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے صاحبِ امر ہیں ان کی بھی اطاعت کرو، اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو پھر اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف رجوع کرو

فی مجلسٍ یحدّث القومَ، اذْ جاءَہٗ اعرابیٌّ فقالَ، متی السّاعۃ؟ قَالَ، فَاذَا ضُیّعتِ الامانۃُ فَانتَظِرِ السّاعۃَ، فقال، کیفَ اضاعتُھا؟ قالَ، اِذا وُسّدَ الامرُ الی غیرِ اھلِہٖ فَانتَظِرِ السّاعۃ۔

(بخاری بروایت حضرۃ ابوہریرۃ رضؓ)

لوگوں سے باتیں کر رہے تھے، کہ ایک اعرابی آیا اور اُس نے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ ارشاد ہوا کہ جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کر، اعرابی نے پوچھا کہ امانت کس طرح ضائع کی جائے گی؟ ارشاد ہوا کہ جب اقتدار نااہل کے سپرد کیا جائے تو قیامت کا انتظار کر۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّ اللہَ سائلٌ کُلَّ راعٍ عَمّا استرعاہُ حفِظَ اَمْ ضیّعَ۔

(الترغیب والترہیب بحوالہ صحیح ابن حبان بروایت حضرۃ انس بن مالک رضؓ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر حاکم (وقت) سے اُس کے اُس سلوک کے متعلق بازپرس کی جائے گی جو وہ اپنی رعیت کے ساتھ کرتا رہا، کہ اُس نے (امارت کے مقدس امانت کی حدودِ شرعیہ کا پابند رہ کر اور حقوقِ رعایا کی) حفاظت کی یا (حدودِ شرعیہ سے تجاوز کرتے ہوئے ظلم و تشدد اختیار کر کے یا رعایا کی بھلائی و خیرخواہی سے غافل رہ کر) ضائع کر دیا؟

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن عبد یسترعیہ اللہ رعیۃ فلم یحطھا بنصیحۃ الا لم یجد رائحۃ الجنۃ۔
(مشکوٰۃ بحوالہ بخاری ومسلم بروایت حضرۃ معقل بن یسار رضؓ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس بندے کو اللہ تعالیٰ رعیت کی نگہبانی سپرد کرے اور وہ بھلائی وخیر خواہی کے ساتھ نگہبانی نہ کرے تو وہ جنت کی بو (بھی) نہ پائے گا۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الامیر اذا ابتغی الریبۃ فی الناس افسدھم
(ابوداؤد بروایت حضرۃ ابو امامہ رضؓ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امیر (حکومت) جب لوگوں کے اندر تہمت کے بہانے ڈھونڈھنے لگ جائے تو پھر ان کو بگاڑ کر رکھ دیتا ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اخونکم عندنا من طلبہ۔
(ابوداؤد بروایت حضرۃ ابوموسیٰ رضؓ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے نزدیک سب سے بڑا خائن وہ ہے جو اقتدار کا طالب ہو۔

عن ابی موسیٰؓ قال دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ میں

وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِي عَمِّي فَقَالَ أَحَدُهُمَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَمِّرْنَا عَلَى بَعْضِ مَا وَلَّاكَ اللّٰهُ وَقَالَ الْآخَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقَالَ إِنَّا وَاللّٰهِ لَا نُوَلِّي عَلَى هٰذَا الْعَمَلِ أَحَدًا سَأَلَهُ وَلَا أَحَدًا حَرَصَ عَلَيْهِ۔

(مشکوٰۃ بحوالہ بخاری ومسلم)

اور میرے بنی عم میں سے دو آدمی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان میں سے ایک نے گزارش کی کہ یا رسول اللہ خدا نے آپ کو جس (مملکت) کا والی بنایا ہے، اس کے کسی حصہ کا مجھے امیر مقرر فرما دیجئے، اور دوسرے نے بھی اسی طرح کی درخواست کی، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس کام کے کسی سائل کو والی نہیں بناتا اور نہ اس کو والی بناتا ہوں جو اس (اقتدار) کا حریص ہو۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کے لئے سمع وطاعت (اطاعت امیر) ہر حال میں، گوارا ہو یا ناگوار، ضروری ہے جب تک اسے کسی ایسی بات کا حکم نہ دیا جائے جس کی تعمیل سے خدا اور رسول

فلا سمع ولا طاعة۔
(بخاری ومسلم بروایت حضرة عبد اللہ بن عمرؓ)

کی نافرمانی لازم آتی ہو، اگر ایسی بات کا حکم دیا جائے جس میں خدا ورسول کی نافرمانی ہو تو پھر نہ سننا ہے اور نہ ماننا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من أرضى سلطاناً بما يسخط ربه خرج من دين الله
(الترغیب والترہیب بحوالۂ حاکم بروایت حضرة جابر بن عبد اللہؓ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے رب کو ناراض کرنے والے عمل ورویہ کے ذریعہ بادشاہ کی خوشنودی ورضا حاصل کی، وہ شخص اللہ کے دین سے خارج ہوگیا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقولوا للمنافق سیداً فانه ان یك سیداً فقد اسخطتم ربكم عزّ وجلّ۔
(الترغیب والترہیب بحوالۂ ابوداؤد ونسائی بروایت حضرة بریدةؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بددین شخص کو سردار ورہنما کہو (بھی) نہیں، اس لئے کہ اگر وہ (فی الواقع) سردار ہو، تو تم (اسے سردار بنا کر یا کہہ کر) اپنے رب کو ناراض وغضبناک کرلوگے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکعب بن عجرة اعاذك الله من امارة السفهاء

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن عجرہؓ سے فرمایا کہ خدا تمہیں سفہاء کی امارت

قال، وما إمارة السفهاء؟ قال، أمراء يكونون بعدي لا يهتدون بهديي ولا يستنون بسنتي فمن صدقهم بكذبهم وأعانهم على ظلمهم فأولئك ليسوا مني ولست منهم ولا يردون على حوضي ومن لم يصدقهم بكذبهم ولم يعنهم على ظلمهم فأولئك مني وأنا منهم وسيردون على حوضي۔ (الحدیث)

الترغیب والترہیب بحوالہ مسند امام احمد

بروایت حضرت جابر بن عبداللہ رض

بچائے، حضرت کعب نے دریافت کیا کہ سفہاء کی امارت کیا ہے؟ ارشاد ہوا کہ میرے بعد ایسے امراء و حکام ہوں گے جو میری ہدایت پر عمل پیرا نہ ہوں گے اور نہ میرے اسوہ پر چلینگے پس جنھوں نے اُن کے جھوٹ کی تائید و تصدیق کی، اور اُن کے ظلم و جور میں اُن کا ساتھ دیا، اُن کا مجھ سے اور میرا اُن سے کوئی تعلق نہیں، اور نہ وہ حوض کوثر پر میرے پاس آسکینگے، اور جنھوں نے اُن کے کذب کی نہ تائید و تصدیق کی اور نہ اُن کے ظلم و تعدی میں اُن کی حمایت کی، وہی لوگ میرے ہیں اور میں اُن کا ہوں اور وہی حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے۔ ۶۱

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ويل للأمراء ويل للعرفاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھٹکار ہے (بدکردار) امراء پر،

وَيْلٌ لِلْأُمَنَاءِ لَيَتَمَنَّيَنَّ أَقْوَامٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَّ نَوَاصِيَهُمْ مُعَلَّقَةٌ بِالثُّرَيَّا يَتَجَلْجَلُونَ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَأَنَّهُمْ لَمْ يَلُوا عَمَلًا۔

(مشکوٰۃ بحوالہ شرح السنہ
بروایت حضرۃ ابوہریرۃ رضؓ)

پھٹکار ہے (اُن کے خوشامد پرست) نقیبوں پر، پھٹکار ہے متولیوں پر، قیامت کے دن (سزائے اعمال کی ہولناکیوں کے مقابلہ میں یہ) لوگ تمنا کریں گے کہ کاش اُن کی پیشانیاں ثُریّا کے ساتھ معلق ہوتیں اور وہ آسمان و زمین کے درمیان لٹک رہے ہوتے مگر ان کو کسی کام کی ولایت و امارت نہ ملتی۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَيَأْتِيَنَّ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يُقَرِّبُونَ شِرَارَ النَّاسِ وَيُؤَخِّرُونَ الصَّلٰوةَ عَنْ مَوَاقِيْتِهَا فَمَنْ أَدْرَكَ ذَالِكَ مِنْكُمْ فَلَا يَكُونَنَّ عَرِيفًا وَلَا شُرْطِيًّا وَلَا جَابِيًا وَلَا خَازِنًا

(الترغیب والترہیب بحوالہ صحیح ابن حبان
بروایت حضرۃ ابو سعیدؓ وحضرۃ ابوہریرۃ رضؓ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے ایسے حکّام و اُمرا بھی ہوں گے جو شریر و بدکردار لوگوں کو اپنا مقرب و معتمد علیہ بنائیں گے اور نماز کو اسکے اوقات سے مؤخر کریں گے، پس تم میں سے جو ایسے امراء و حکام کو پائے اُسے چاہئے کہ وہ نہ تو ان کا نقیب و مشیر بنے اور نہ ان کا محافظ و نگرانِ کار اور نہ محصّل و کارپرداز (خ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنِ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنْ عِصَابَةٍ وَفِيهِمْ مَنْ هُوَ اَرْضَىٰ لِلّٰهِ مِنْهُ فَقَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِيْنَ۔

(الترغیب والترہیب بحوالہ حاکم بروایت حضرت ابن عباس رض)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی شخص کو ایک جماعت کا سربراہ کار بنایا اور انہیں بلحاظ معیار اسلامی اس سے بہتر اور پسندیدہ آدمی بھی موجود ہے تو اس نے خدا اور اس کے رسول اور مومنین سے خیانت کی۔

عن یونس بن اسحاق عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم كَمَا تَكُوْنُوْنَ كَذٰلِكَ يُؤَمَّرُ عَلَيْكُمْ۔

(مشکوٰۃ)

حضرت یونس بن اسحاق اپنے والد سے راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے ایمان و اخلاق و معاملات کے لحاظ سے جیسے ہو گے تمہارے اوپر ویسی ہی امارت مقرر کی جائے گی۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا كَانَ اُمَرَاؤُكُمْ خِيَارَكُمْ وَاَغْنِيَاؤُكُمْ سُمَحَاءَكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ شُوْرٰى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے امراء تم میں سے نیک و صالح لوگ ہوں اور تمہارے دولت مند تمہارے سخی ہوں اور تمہارے معاملات باہمی مشورہ سے

بطنها، واذا كان امراءكم شرارکم واغنياءكم بخلاءکم وامورکم الی نساءکم فبطن الارض خيرلكم من ظهرها۔
(مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی بروایت حضرۃ ابوہریرۃ رض)

ملے پائیں اس وقت تمھارے لئے زمین کی پشت اس کے پیٹ سے بہتر ہوگی، اور جب تمھارے امراء و حکام تمھارے شریر و بدکردار لوگ ہوں اور تمھارے دولت مند تمھارے بخیل ہوں اور تمھارے معاملات تمھاری عورتوں کے ہاتھ میں ہوں تو پھر اس وقت تمھارے لئے زمین کا پیٹ اس کی پشت سے بہتر ہوگی۔

تشریحی اشارات:۔ متذکرۂ بالا احادیث سے صراحتاً نہایت واضح طور پر مندرجۂ ذیل ہدایات ملتی ہیں:۔

امارت و اقتدار ایک مقدس امانت ہو جو محض اس لئے سپرد کیجاتی ہے کہ رعایا کی بھلائی و خیر خواہی کے جذبہ کے ساتھ شریعت کے قائم کردہ حدود کے اندر استعمال کی جائے اور اگر ایسا نہیں کیا جاتا تو یہ ایک ایسی بدترین خیانت ہے جو محض ایک شخص کو ہلاکت میں نہیں ڈالتی بلکہ اس سے ایک قوم اور ایک ملک تباہی و ہلاکت سے دوچار ہو جاتے ہیں، اور اس لحاظ سے دیگر امانتوں کے خائنین کی بہ نسبت اس امانت میں خیانت کرنے والا زیادہ قابل مواخذہ ہے اور عتاب و سزا کے اعلیٰ

Marfat.com

سے دوسری خیانتوں کے مقابلہ میں اس خیانت کا جرم شدید ترین اور زیادہ سنگین ہے۔

وہ ارباب اقتدار جو اپنی سرگرمیوں پر تنقید کرنے والوں اور اپنے سیاسی حریفوں کو کچلنے اور انھیں بدنام کرنے کی خاطر الزام سازی و بہتان تراشی کی روش اختیار کرتے ہیں اور جو محض شبہ کی بنا پر لوگوں پر سخت گیری کرتے ہیں وہ دراصل ملک اور اہل ملک کے بدخواہ ہیں، لوگوں کو متہم کرنے کے لئے بہانہ جوئی اور شک وشبہ کو جواز تشدد بنانے سے لوگوں کے دلوں میں نفرت وحقارت کے جذبات پرورش پانے لگتے ہیں، ہر شخص اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتا ہے، جان ومال اور عزت وناموس کی جانب سے لوگوں کو ہر وقت خطرہ رہے گا تو ظاہر ہے کہ بے چینی شروع ہو گی۔ بڑھے گی اور پھر رفتہ رفتہ ملک فساد و بدامنی کا گہوارہ بن جائے گا۔

عہدہ ومنصب کی طلب اور امارت وقیادت کی خواہش ایسی مبغوض شئے ہے کہ کسی شخص میں اس کا پایا جانا ہی اس مقدس امانت میں خیانت کرنے کا ہم معنی ہے، لہذا جس شخص میں یہ مذموم صفت پائی جائے، اُسے ہرگز کسی ذمہ داری کا منصب نہ دیا جائے کیونکہ اقتدار وقیادت کی طلب وحرص اس کا بینہ دیتی ہے کہ ایسا شخص یا تو ذاتی مفاد کی خاطر طالب جاہ ومنصب ہے، یا وہ اسے ایک ایسی امانت تصور نہیں کرتا جس کے متعلق اُسے آخرت میں جوابدہی کرنی پڑے، یا اس کا دل اپنے ہی جیسے دوسرے بندگان خدا پر حدائی کرنے

کے لئے مچل رہا ہے یا پھر ایسا شخص بدترین حماقت وسفاہت میں مبتلا ہے۔ واقعہ جو بھی ہو بہر حال، ایسا شخص سربراہ کاری وقیادت کے منصب کا مستحق قرار نہیں پاتا۔

امیر وحاکم کی اطاعت واجب ہے، مگر اُسی وقت تک جبکہ حدودِ شرعیہ سے اس کے احکام متجاوز نہ ہوں اور اگر اطاعتِ امیر معصیتِ خداوندی کی موجب بنے تو پھر کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اللہ کی معصیت مول لیکر امیر کی اطاعت کرے۔

جبینِ اقتدار کو پہلے دیکھنا اور خدا و رسول کو بعد میں اور خدا کی نارضامندی کے عوض عالی جاہ" کی خوشنودیٔ مزاج کا سودا کرنا اور "بارگاہ عالی" میں قصیدہ خواں زبان وقلم کے ساتھ حاضری اور حضورِ عالی مقام کے اُس قدم کو بھی ـــــ جو خدا کی تعلیم وہدایت سے بے نیاز اُٹھا ہے ـــــ جائز، معقول، تدبر کا شاہ کار، شاندار، قابلِ تحسین اور دُور رس مصالح پر مشتمل قرار دینا شریعت کی روح اور اسلامی تعلیمات و ہدایات کی اسپرٹ کے لحاظ سے اللہ کے دین کو خیرباد کہدینا ہے۔

جس شخص کے قول وفعل میں کھلا کھلا تضاد ہو، جو شخص فسق وفجور پر مصر ہو، جس کا کردار اسلامی نہو اور جو اپنی بے دینی پر بجائے ندامت کے ڈھٹائی کے ساتھ گامزن ہو، ایسے شخص کو سرداری وسربراہ کاری کے منصب پر فائز کرنا تو کجا، اُس کی تعظیم وتکریم بھی اللہ کے غضب، خدا کی گرفت اور بطشِ رب کو دعوت دینا ہے اور غضبِ الٰہی کو دعوت دیکر

کوئی قوم کبھی بھی زندہ نہ رہ سکی ہے اور نہ زندہ رہ سکتی ہے۔

کتاب و سنت سے منحرف، متمرد و سرکش اقتدار کا ساتھ دینا خدا و رسولؐ سے بغاوت ہے، ایسے اقتدار کا ہمنوا و ہم پیالہ ہونے اور اس کی قوت بازو بننے کا لازمی نتیجہ خسران الدنیا والآخرۃ ہے اور ایسے اقتدار کے عزائم و اقدامات کا مشیر کار ہونا اور اس کی کارکردگی کے لئے اپنی کسی طرح کی اہلیت و صلاحیت اور قوت و استطاعت کا کوئی حصہ صرف کرنا، نہی رسولؐ کو چیلنج کرنا ہے، اور رسولؐ کے منع و نہی کے خلاف کرنے کا انجام دنیا و آخرت کی بربادی و رسوائی کے سوا کیا ہو سکتا ہے؟

اخلاص و دیانت، خدا ترسی و راستبازی، علم و فراست اور لوگوں کے معتمد علیہ ہونے کے لحاظ سے افضل اور اہل تر شخص کو چھوڑ کر نسل، برادری، دوستی یا سفارشات کی بنا پر اس سے کمتر درجے کے شخص کو کسی عہدہ و منصب پر سرفراز کرنے کا مطلب یہ ہوا ہے [illegible] ان و تقویٰ اور لوگوں کے معتمد علیہ ہونے کو معیار اہلیت و فضیلت نہیں بن[illegible] کچھ اپنے خود ساختہ پیمانے بنائے گئے ہیں، حالانکہ اسلام نے ان خود ساختہ [illegible]وں کو اہلیت و فضیلت کا معیار نہیں بنایا ہے۔ لہٰذا ایسی حرکت اللہ اور اللہ [illegible] رسولؐ سے خیانت ہوگی اور مومنین سے بھی خیانت ہوگی اس لئے کہ ایسا کرنا کہ معتمد علیہ کو پیچھے ڈال دینا، اور ان کے معاملات ایسے افراد کو سونپ دینا ہے جو ان کی نظر میں غیر پسندیدہ ہیں۔

آئینہ کا عکس چہرے کے خد و خال کی نشاندہی کرتا ہے۔ کسی چیز کا

نمونہ (SAMPLE) دیکھ کر اُس چیز کی ماہیت کا اندازہ کر لیا جاتا ہے اور درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، اسی طرح قوم کے قائدین اور اس کی سربراہ کار ہستیوں کے اخلاق و سیرت پر پوری قوم کے عادات و خصائل اور اُس کے اعمال و کردار کو تول لیا جائے گا، اور ظرف سے وہی چھلکتا ہے، جو اس میں ہوتا ہے، اس لئے قوم اپنے خیالات و رجحانات اور اعمال و کردار کے لحاظ سے جیسی کچھ ہوتی ہے اپنے معاملات اسی قبیل کے ہاتھوں کو سونپتی ہے۔ اب اگر قوم اپنے معاملات کی باگ ڈور بد دیانت، رشوت خور، اقربا پرور اور ہر طرح کے اخلاقی قیود سے آزاد ہاتھوں کے سپرد کر دیتی ہے اور پھر اقتدار و قیادت کی تلوار ایسے ہاتھوں میں آ جانے کے بعد اس کی کاٹ اسی قوم پر آزمائی جانے لگتی ہے اور اسی کے سینہ پر اُس سے چرکے لگائے جانے لگتے ہیں تو وہ اندھی اور نا عاقبت اندیش قوم نالۂ و شیون اور فریاد و فغان کرنے لگتی ہے اور نہیں سمجھتی کہ یہ تو اسی کی لائی ہوئی شامتِ اعمال ہے، اور اس بنا پر ہے کہ اس کے اخلاق و کردار میں خود گھن لگ چکا ہے۔

اقتدار و قیادت ایک عظیم الشان رحمتِ خداوندی ہے اگر اس بارِ امانت کو اُٹھانے والے خدا ترس، دیانت دار، مخلص اور صالح افراد ہیں اور اس کے زیر سایہ رہنے والے نفوسِ بشریہ کے لئے امن و سلامتی اور خوشحالی و اطمینان کی ساری برکتیں ہیں اور اگر زمام کار خدا ناترس آخرت فراموش بداخلاق اور بدطینت افراد کے ہاتھوں میں ہو تو یہی اقتدار و قیادت بنی نوع انسان کے لئے ایک لعنت ہے اسی بدترین لعنت جس کے مقابلہ میں آغوشِ قبر سکون و راحت کا مسکن ہے۔

Marfat.com

نعرۂ دین لگا کر دنیا طلبی

اشْتَرَوْا بِآيَاتِ اللهِ ثَمَناً قَلِيلاً[ل]

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَخْرُجُ فِی آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ یَخْتِلُونَ الدُّنْیَا بِالدِّیْنِ، یَلْبَسُونَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّأْنِ مِنَ اللِّیْنِ أَلْسِنَتُهُمْ أَحْلٰی مِنَ السُّکَّرِ وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّئَابِ یَقُوْلُ اللهُ، أَبِیْ یَغْتَرُّوْنَ أَمْ عَلَیَّ یَجْتَرِئُوْنَ؟ فَبِیْ حَلَفْتُ لَأَبْعَثَنَّ عَلٰی اُولٰئِکَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِیْمَ مِنْهُمْ حَیْرَاناً۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانے میں ایسے لوگ نمودار ہوں گے، جو دین کے ذریعہ دنیا حاصل کریں گے (ان کے ظاہری اخلاق) لوگوں کے دکھاوے کے لیے بھیڑ کی کھال کی طرح نرم و نازک ہوں گے ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی اور ان کے دل بھیڑیوں کے دل ہوں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم میری (قدرت انتقام) کے بارے میں غفلت اور دھوکے میں مبتلا ہو گئے ہو یا دانستہ مجھ پر جرات کرتے ہو، مجھے اپنی قسم میں ان لوگوں پر ان ہی میں سے ایسے فتنے کو کھڑا کروں گا جو حلیم (و دانا) آدمی کو بھی حیران بنا کر چھوڑیگا

(ترمذی بروایت حضرت ابوہریرۃ رض) اور کس طرح اس فتنہ کو دفع کیا جائے؟

ل یہ لوگ خدا کی آیتوں کے عوض تھوڑا فائدہ حاصل کرتے ہیں (سورۂ توبہ)

چند سعید روحیں

[له] وَ اَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّۃِ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا الآیہ

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سبعۃ یظلھم اللّٰہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ:-

امام عادل

و شاب نشأ فی عبادۃ اللّٰہ۔

و رجل قلبہ معلق بالمسجد اذا خرج منہ حتی یعود الیہ۔

و رجلان تحابا فی اللّٰہ اجتمعا علیہ و تفرقا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس دن سایۂ الٰہی کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، اس دن اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں سات (قسم کے) شخصوں کو لے گا:-

۱۔ عادل امام (امیر)

۲۔ اور وہ جوان جس نے اللہ کی بندگی و فرماں برداری (ہی) میں نشوونما پائی۔

۳۔ اور وہ شخص کہ جب مسجد سے نکلتا ہے تو مسجد میں پھر لوٹ کر جانے کے وقت تک اس کا دل مسجد ہی میں اٹکا رہتا ہے۔

۴۔ اور وہ دو اشخاص جنھوں نے (محض) اللہ کے لئے آپس میں محبت کی جب جمع ہوئے تو اسی بنیاد پر

[له] اور جو نیک بخت ہوں گے وہ جنت میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے الخ (سورۂ ہود)

عليه۔
ورجلٌ ذكر الله
خاليا ففاضت
عيناه۔
ورجلٌ دعته امرأةٌ ذات
حسبٍ وجمالٍ فقال إني
اخاف الله۔
ورجلٌ تصدّق بصدقةٍ
فاخفاها حتّى لا تعلم شماله
ما تنفق يمينه۔
(مشکوٰۃ بحوالہ بخاری بروایت
حضرۃ ابوہریرۃ رضؓ)

اور جدا ہوئے تو (بھی) اسی کے ساتھ۔
۵- اور وہ شخص جس نے تنہائی میں
خدا کو یاد کیا اور خشیت الٰہی سے اسکی
آنکھیں بہ پڑیں۔
۶- اور وہ مرد جس کو حسب وجمال
والی عورت نے اپنی طرف بلایا تو
اُس نے کہا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔
۷- اور وہ شخص جس نے اس طرح
پوشیدہ طور پر صدقہ دیا کہ اسکے
بائیں ہاتھ کو بھی نہیں معلوم کہ
داہنے ہاتھ نے (اللہ کی راہ میں) کیا
خرچ کیا۔

چند اشقیاء

فاما الذين شقوا ففي النار ... خالدين فيها الآية [له]

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
بئس العبد عبدٌ تخیّل و
اختال ونسی الکبیر المتعال

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا۔ بُرا بندہ ہے وہ بندہ جس نے
اپنے آپ کو بڑا جانا اور تکبر کیا اور

له پس جو لوگ بدبخت ہوں گے وہ جہنم میں ڈال دیے جائیں گے ... جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے الخ (ہود ع ۹)

بئس العبد عبدٌ تجبّر
واعتدیٰ ونسی الجبّار الاعلیٰ
بئس العبدُ عبدٌ سهیٰ ولهیٰ
ونسی المقابر والبلیٰ۔
بئس العبدُ عبدٌ عتیٰ وطغیٰ
ونسی المبتدأ والمنتهیٰ
بئس العبدُ عبدٌ یختل الدنیا
بالدین۔
بئس العبدُ عبدٌ یختل الدین
بالشبهات۔
بئس العبدُ عبدٌ طمعٌ
یقوده۔
بئس العبدُ عبدٌ
هوًی یضلّه۔
بئس العبدُ
عبدٌ رغبٌ
یذلّه۔
(مشکوٰۃ بحوالۂ ترمذی بروایت
حضرۃ اسماء بنت عمیسؓ)

بھول گیا عظمت وکبریائی کی واحد
مستحق ذات (اللہ تعالیٰ) کو، بُرا
بندہ ہے وہ بندہ جس نے قہر وجبر کی
روش اختیار کی اور حدود (احکام
شرعیہ) سے تجاوز کیا اور بھول گیا
بلند ترین جبار کو، بُرا بندہ ہے وہ
بندہ جو حق سے غافل اور دنیوی
لہو ولعب میں مشغول رہا اور بھولا
رہا قبروں اور ہڈیوں کی بوسیدگی
(یعنی اپنی موت) کو، بُرا بندہ ہے
وہ بندہ جس نے غرور کیا اور (اپنے رب سے)
سرکشی کی اور بھول بیٹھا (اپنی ابتدا اور
انتہا کو) بُرا بندہ ہے وہ بندہ جو اپنی دین
(داری) کے ذریعہ (اہلِ) دنیا کو دھوکا دیتا ہے
بُرا بندہ ہے وہ بندہ جو شبہات کے ذریعہ
دین کو فاسد کر دیتا ہے، بُرا بندہ ہے وہ
بندہ جس کو طمع کھینچے کے لئے پھرتی ہے
بُرا بندہ ہے وہ بندہ جس کو اس کی (ہوائے
نفس گمراہ کرتی رہتی ہے، بُرا بندہ
ہے وہ بندہ جسکو بیجا حرص ذلیل کرتی
رہتی ہے۔

دل گداز

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ الآیہ[1]

جاء رجلٌ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال عِظْنی واوجز فقالَ اِذا قُمْتَ فی صلوتِکَ فصَلِّ صَلٰوۃَ مُوَدِّعٍ وَلَا تکلّم بکلامٍ تعذر منہُ غدًا۔ (الحدیث)

(مشکوٰۃ بحوالہ مسند امام احمد روایت حضرت ابو ایوب الانصاری رضہ)

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے مختصر طور پر (کچھ) نصیحت فرمائیے آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو اُس شخص کی سی نماز پڑھ جو (دنیا کو) رخصت کر رہا ہوتا ہو (یعنی یہ سمجھ کر زندگی کے یہ آخری لمحات ہیں) اور کوئی ایسی بات زبان سے نکال جس کی تجھے کل معذرت کرنی پڑے۔ الخ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتبعُ المیّتَ ثلاثۃٌ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی

---

[1] کیا ابھی تک مومنوں کے لئے اسکا وقت نہیں آیا ہے کہ انکے دل اللہ کی یاد کے وقت نرم ہو جائیں الخ (حدید ۲)

فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقىٰ مَعَهٗ وَاحِدٌ يَتْبَعُهٗ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَعَمَلُهٗ فَيَرْجِعُ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَيَبْقىٰ عَمَلُهٗ

(بخاری بروایت
حضرۃ انس بن مالک رضؓ)

ہیں، دو تو واپس لوٹ آتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہ جاتی ہے، اسکے اہل وعیال اور اس کا مال اور اس کا عمل یہ تین چیزیں اس کے ساتھ جاتی ہیں، اہل وعیال اور مال تو اس کو تنہا چھوڑ کر واپس آجاتے ہیں اور اس کا عمل اس کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ۔

(مشکوٰۃ بحوالہ بخاری ومسلم بروایت
حضرۃ عمرو بن عوف رضؓ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم میں تمھارے فقر و افلاس سے نہیں ڈرتا ہوں، بلکہ اس بات سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر کشادہ کی جائے جس طرح اُن لوگوں پر کشادہ کی گئی تھی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، پھر تمھارے درمیان دنیوی لذات اور نفعِ عاجل کے لئے دوڑ شروع ہوگی۔ جس طرح تم سے پہلے کے لوگ دنیا ہی کے ہو رہے تھے، اور پھر یہ دنیا تم کو ہلاک کردیگی جس طرح اس نے اُن کو ہلاک کیا۔

Marfat.com

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الرِّزْقَ لَيَطْلُبُ الْعَبْدَ كَمَا يَطْلُبُهُ اَجَلُهُ

(مشکوٰۃ بحوالہ حلیہ ابونعیم بروایت حضرۃ ابوالدرداءؓ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رزق بندہ کو اسی طرح ڈھونڈتا ہے جس طرح موت انسان کو ڈھونڈتی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَا رَأَيْتُ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا وَلَا مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا۔

(مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی بروایت حضرۃ ابوہریرۃ رضؓ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے (کسی چیز کو) نارِ جہنم کے مانند (ہولناک) نہیں دیکھا، (مگر عجیب بات ہے) کہ اس سے بھاگنے والا (غفلت کی نیند) سوتا ہے اور کسی شے کو جنت کے مانند (نعمتوں سے بھری) ہوئی نہیں دیکھا، (مگر اس کا طالب (خوابِ خرگوش میں پڑا) سوتا ہے) یعنی جس چیز سے بھاگنا چاہئے اس سے غافل ہو کر اس کی طلب ہو رہی ہے اور جس کی طلب ہونی چاہئے اس سے بیزاری برتی جا رہی ہے۔

عن عائشة رضؓ قالت سألتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ

عن هذه الآية — والذين
يؤتون ما آتوا وقلوبهم
وجلة — أهم الذين
يشربون الخمر و
يسرقون؟ قال لا
يا بنت الصديق،
ولكنهم الذين
يصومون ويصلون
ويتصدقون
وهم يخافون
أن لا يقبل منهم
— أولئك الذين
يسارعون
في الخيرات۔
(مشکوٰۃ بحوالہ
ترمذی)

صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت —
— والذین یؤتون ما آتوا[1]
وقلوبہم وجلۃ —
کے متعلق پوچھا کہ کیا یہ لوگ وہ
ہیں جو شراب پیتے اور چوری کرتے
ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ
نہیں اے بنت صدیقؓ! بلکہ
یہ وہ لوگ ہیں جو روزے رکھا کرتے
اور نمازیں پڑھا کرتے ہیں اور اللہ
کی راہ میں صدقہ و انفاق کرتے
رہتے ہیں، اور اس کے باوجود
انھیں اس امر کا دھڑکا لگا رہتا ہے
کہ کہیں ان کے یہ اعمال صالحہ بارگاہ
ایزدی میں قبولیت سے محروم ہو جائیں
— یہ ہیں وہ لوگ جو نیکیوں کے
لئے دوڑتے ہیں۔

لہ اور وہ لوگ جو (اللہ کی راہ میں) جتنا کچھ دے سکتے ہیں، بلا تامل دیتے
ہیں، اور (پھر بھی) ان کے دل ترساں رہتے ہیں۔

اِنّہٗ تعالیٰ یطوی السماوات والارض
بیدہٖ ثمّ یقول انا الملک، انا الجبّار
انا المتکبّر، این ملوکُ الارض؟
این الجبّارون؟ این المتکبرون؟
(قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں بحوالہ
مسند امام احمد بروایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ)

اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) آسمانوں
اور زمین کو اپنی مٹھی میں لیکر کہیگا
میں ہوں بادشاہ، میں ہوں جبار
میں ہوں متکبر، کہاں ہیں وہ جو زمین
میں بادشاہ بنتے تھے؟ کہاں ہیں جبارِ
وقت؟ کہاں ہیں متکبرینِ زمانہ؟

عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال ما ینتظرُ
احدُکم الا غنیً
مُطغیاً اَو فقراً مُنسیاً
اَو مرضاً مُفسِداً
اَو هرماً مُفنِداً
اَو موتاً مُجهِزاً
اَو الدّجال
فالدّجالُ شرُّ
غائبٍ یُنتظرُ
اَو السّاعۃَ
فالسّاعۃُ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
(اسلام پر عمل پیرا ہونے کے لئے) تم میں کوئی تو
انتظار کرتا ہو ثروت و خوش حالی کا جو
خدا سے سرکش بنانے والی چیز ہے، یا (دور
خوش حالی میں غافل رہ کر نیک عملی کے لئے گویا)
فقر و افلاس کا منتظر رہتا ہو جو سب کچھ بھلا
دینے والی شے ہے یا (تندرستی کو غفلت کی نذر
کرکے) بیماری کا انتظار کرتا ہو جو جسم میں
فساد ڈالنے والی چیز ہو یا (جوانی کو برباد
کر رہا ہے اور) بڑھاپے کے انتظار
میں ہے جو بدحواس و بے عقل
اور بیہودہ کو بنا دیتا ہے یا (غفلت
کا یہ عالم ہے کہ گویا

أَدْهىٰ وَأَمَرّ۔

(مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی وغیرہ

بروایت حضرۃ ابوہریرۃؓ)

(وہ) موت کا منتظر رہتا ہے، جو اچانک آ جانے والی چیز ہے، یا (پھر) دجّال کی راہ دیکھ رہا ہے۔ وہ دجّال جو ایک شرِ غائب ہے، جس کا انتظار کیا جا رہا ہے، یا نہیں تو پھر قیامت کا انتظار کرتا ہے، جو انتہائی دہشت ناک اور تلخ ترین ہے۔

اشرف النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ اُطُمٍ مِن اٰطامِ المدینۃ فقال: ھل ترون ما اریٰ؟ قالوا: لا، قال: فانی لاریٰ الفتن تقع خلال بیوتکم کوقع المطر۔

(مشکوٰۃ بحوالہ بخاری ومسلم

بروایت حضرۃ اسامۃؓ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک بلند ٹیلہ پر چڑھے اور صحابہ کو مخاطب کر کے، فرمایا، کیا تم اُسکو دیکھتے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا، نہیں —— ارشاد ہوا میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں۔ جو تمھارے گھروں پر بارش کی طرح برس رہے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والذی نفسی بیدہ لا تذھب الدنیا حتیٰ یمرّ الرجل

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، دنیا کے ختم

على القبرِ فيتمرّغ عليه
ويقولُ يا ليتني
كنتُ مكانَ صاحبِ
هذا القبرِ، وليس
به الدّين الّا البلاء
(مشکوٰۃ بحوالہ مسلم
بروایت حضرت ابوہریرہؓ)

ہونے سے پہلے ایک ایسا زمانہ آئے گا
جب آدمی قبر کے پاس سے گزرے گا،
اور قبر پر لوٹ کر کہے گا، کاش میں
اس قبر والے شخص کی جگہ پر ہوتا،
اور اس کا یہ فعل عادۃً نہ ہو گا
بلکہ ابتلاء وفتنہ کے باعث ہوگا جس میں
وہ گرفتار ہوگا۔

قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
اذا اتُّخِذَ الفَيْءُ دُوَلاً
وَالامانةُ مَغنماً
وَالزكوٰةُ مَغرماً
وَتُعُلِّمَ لغيرِ الدّين
وَاطاعَ الرجلُ امرأتَه
وَعقّ اُمّه
وَادنٰى صديقَه
وَاقصٰى اباه
وَظهرتِ الاصواتُ في المساجد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جب مال غنیمت کو دولت قرار دیا
جائے (یعنی بیت المال اور قومی خزانہ جو
ملک وملت اور مستحق لوگوں کے لئے ہوتا ہے
اس کو امراء اور صاحبان منصب اپنی جاگیر
سمجھ کر اپنی ذات اور اپنے عیش وعشرت
کے لئے استعمال کرنے لگیں) اور جب امانت
کو مال غنیمت سمجھ کر ہضم کیا جانے لگے اور جب
زکوٰۃ کو تاوان شمار کیا جانے اور جب علم
کی تحصیل دین کے لئے نہیں بلکہ محض دنیا
کے لئے ہونے لگے، اور جب مرد عورت کی

وَ سَادَ الْقَبِيْلَةَ فَاسِقُهُمْ
وَ كَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلُهُمْ
وَ اُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ
وَ ظَهَرَتِ الْقِيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ
وَ شُرِبَتِ الْخُمُوْرُ
وَ لَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا
فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ
رِيْحًا حَمْرَاءَ
وَ زَلْزَلَةً
وَ خَسْفًا
وَ مَسْخًا
وَ قَذْفًا
وَ اٰيَاتٍ تَتَابَعُ
كَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْكُهٗ
فَتَتَابَعَ

(مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی
بروایت حضرۃ ابوہریرۃ رضؓ)

اطاعت شروع کرے (یعنی بجائے اسکے کہ خود قوام رہے، اپنے آپ کو عورت کی قوامیت میں دیدے) اور جب بیٹا ماں کی نافرمانی اور اس سے سرکشی کرنے لگے۔

اور جب آدمی اپنے دوست سے تو زیادہ قریب ہوتا جائے، مگر اپنے باپ سے اتنا ہی دور۔ اور جب مسجدوں میں آوازیں زور بلند ہونے لگیں، اور جب قوم کی سرداری و سربراہ کاری قوم کا فاسق انسان کرنے لگے اور جب قوم کا لیڈر قوم کا بدترین شخص ہونے لگے، اور جب کسی انسان کی عزت محض اسکے شر سے بچنے کے لئے کی جائے، اور جب گانے والیاں اور باجے عام ہو جائیں، اور جب علانیہ شرابوں کا دور چلنے لگے، اور جب اس امت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں پر طعن و تشنیع اور لعنت کرنے لگیں تو پھر تم انتظار کرو تند و تیز سرخ آندھی کا، زلزلوں کی تباہ کاریوں کا، زمین کے دھنسنے، صورتوں کے مسخ ہونے اور پتھروں کے برسنے کا، اور اللہ کی جانب پے درپے اس طرح نزول عذاب کا جیسے موتیوں وغیرہ کی ایک لڑی جو ٹوٹ گئی ہو اور پیہم و مسلسل دانے گر رہے ہوں۔

Marfat.com

بصائر و حِکم

ھٰذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ[1]

... یُعَلِّمُکُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ[2]

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ. وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ

(مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی بروایت حضرۃ شداد بن اوس رضؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عاقل و کامران وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو ذلیل اور قابو میں رکھے اور وہ کام کرے جو اس کی آخرت کے کام آئے اور عاجز و ناکام وہ شخص ہے جو ہوائے نفس کا تو غلام ہو، مگر اللہ سے (مغفرت کا) متمنی ہو

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَہٗ کُلَّہٗ خَیْرٌ، وَلَیْسَ ذٰلِکَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ ــــ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی عجیب شان ہے، اس کے سارے کام خیر ہی خیر ہیں، اور یہ درجہ سوائے مومن کے اور کسی کو حاصل نہیں، اگر اسے خوشی حاصل

---

[1] یہ لوگوں کے لئے دانائی کی باتیں ہیں اور ہدایت و رحمت ہے اُن لوگوں کے لئے جو صاحبانِ یقین ہیں (سورہ جاثیہ)

[2] (یہ رسولؐ) تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں (سورۂ بقرہ)

اِنْ اَصَابَتْہُ سَرَّاءُ شَکَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّہٗ وَاِنْ اَصَابَتْہُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّہٗ۔

(مشکوٰۃ بحوالہ مسلم بروایت حضرت صہیبؓ)

ہے، خدا کا شکر ادا کرے، اور یہ شکر اس کے حق میں خیر ہے اور اگر اسے کوئی گزند پہونچے اور صبر کرے، تو یہ صبر بھی اس کے لئے خیر ہی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْہِمَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَلصِّحَّۃُ وَ الْفَرَاغُ

(بخاری بروایت حضرت ابن عباسؓ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ گھاٹے[1] میں رہتے ہیں۔ (اور وہ ہیں) صحت ـــ اور ـــ فارغ البالی۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِیْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَہَا مِنْ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو بھوکے بھیڑیے، جو بکریوں میں چھوڑ دیے جائیں، اس قدر

---

[1] یعنی اکثر لوگ جب انھیں یہ دو نعمتیں حاصل رہتی ہیں، تو اللہ سے غافل رہتے ہیں، حالانکہ ان نعمتوں کا صحیح مصرف یہ ہے کہ ان نعمتوں کو احکام الٰہیہ کی تعمیل اور حق کو سربلند کرنے میں صرف کیا جائے، اور ان مصارف میں صرف نہ کرکے، انسان اللہ کی دی ہوئی ان نعمتوں میں غبن کرتا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

Marfat.com

حرص المرء على المال والشرف لدينه

(مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی بروایت حضرت کعب ابن مالکؓ)

نقصان نہیں پہونچاتے جتنا کہ جاہ و منصب اور مال و دولت کی حرص انسان کے دین کے واسطے خطرناک اور مفسد ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس الغنی عن کثرۃ العرض ولکن الغنی غنی النفس۔

(مشکوٰۃ بحوالہ بخاری ومسلم بروایت حضرت ابوہریرہؓ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مالداری سامان کی کثرت سے نہیں ہوا کرتی، بلکہ (در اصل) مالداری دل کا غنی ہونا ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نظر احدکم الی من فُضّل علیہ فی المال والخلق فلینظر الی من ھو اسفل منہ۔

(مشکوٰۃ بحوالہ بخاری ومسلم بروایت حضرت ابوہریرہؓ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی کسی ایسے انسان کو دیکھے جسے اللہ نے مال اور شکل و صورت کے لحاظ سے اونچا درجہ دیا ہے، تو چاہئے کہ ایسے شخص پر بھی نظر ڈالے، جو اس سے کمتر درجہ کا ہے (تاکہ اونچے درجہ والے کے خلاف حسد و بغض کا جذبہ پیدا نہ ہو، اور اُن نعمتوں کی قدر کرتے ہوئے اُن کا شکر ادا کرے جو کمتر درجہ والے شخص کے مقابلہ میں اسے دی گئی ہیں)

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال،
ایاکم والحسد فان الحسد یاکل
الحسنات کما تاکل النار الحطب
(مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد بروایت حضرۃ ابوہریرۃ رض)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسد کے قریب بھی نہ پھٹکو اس لئے کہ حسد نیکیوں کو نگل جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو بھسم کر دیتی ہے

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ کانَ
قَبْلَکُم شِبْراً شِبْراً وذِراعاً
بذراعٍ حتّٰی لَوْ دَخَلُوا
جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوهُم۔
قلنا — یا رسولَ اللہ الیھودُ
والنصاریٰ؟ قال، فَمَنْ؟
(بخاری بروایت حضرۃ ابوسعید الخدری رض)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے اگلوں کے طریقوں کی قدم بقدم پیروی کروگے، یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے بل میں داخل ہوں گے تو تم بھی ان کی پیروی کرتے ہوئے اس میں گھس جاؤگے (راوی صحابی فرماتے ہیں کہ) ہم نے پوچھا کہ کیا یہود و نصاریٰ؟ (کی اتباع مراد ہے؟) ارشاد ہوا کہ اور کون؟

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مَنْ یَضْمَنْ لِی مَا بَیْنَ لَحْیَیْہِ
وما بَیْنَ رِجْلَیْہِ اَضْمَنْ
لَہُ الجَنَّۃَ۔
(تجرید البخاری بروایت حضرۃ سہل بن سعد رض)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ سے اپنے منہ اور اپنی شرمگاہ (کی حفاظت) کا عہد و پیمان کرلے، میں اس کے لئے جنت کی ضمانت لیتا ہوں۔

عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال اِنَّ
اَوَّلَ مَا یُکفَأُ
فی الاسلام کما یکفأُ
الاناءُ ــــ الخمر ــــ
قیل فکیف یا رسول اللہ؟
وقد بیّن اللہ
فیھا ما بیّن، قال
یسمّونھا
بغیر اسمھا
فیستحلّونھا۔

(مشکوٰۃ بحوالہ دارمی
بروایت حضرت عائشہؓ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے اسلام میں جس چیز کو الٹا جائے گا، جس طرح بھرے برتن کو الٹا جاتا ہے، وہ شراب ہوگی (یعنی سب سے پہلے شریعت کے جس حکم الٹا جائے گا وہ شراب کی ممانعت کا حکم ہوگا) پوچھا گیا یہ کیونکر ہوگا یا رسول اللہ؟ درانحالیکہ شراب کے متعلق اللہ نے صاف صاف اور واضح حکم ممانعت دیدیا ہے (اور یہ حکم ہر ایک جانتا ہے) فرمایا، (اس طرح کہ) اس کا شراب کے علاوہ کوئی اور نام رکھ لیں گے۔ اور پھر اس کو حلال قرار دیدیں گے۔[1]

---

[1] اور آجکل شراب ہی پہ کیا موقوف ہے، ہمارے اس مسلم معاشرے میں مسلم ہاتھوں سے سود کا نام "انٹرسٹ" (INTEREST) اور قمار کا نام "سکل گیم" (SKILL GAMES) دیکر اور اسی طرح کے دیگر بہت سارے محرمات تبدیلی اسماء سے حلال بنائے جاچکے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

Marfat.com

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک الامم ان تداعی علیکم کما تداعی الاکلۃ الیٰ قصعتہا فقال قائل، او من قلۃ نحن یومئذٍ؟ قال بل انتم یومئذٍ کثیر و لکنکم غثاء کغثاء السیل ولینزعن اللہ من صدور عدوکم المہابۃ منکم و لیقذفن فی قلوبکم الوھن، قال قائل، یا رسول اللہ و ما الوھن؟ قال حب الدنیا و کراھیۃ الموت۔

(مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد

بروایت حضرت ثوبان رض)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ تمھارے خلاف (تمھیں ہضم کر جانے کے لئے اغیار) قومیں ایک دوسرے کو اس طرح دعوت دیں گی، جس طرح بھوکے اپنے خوان کی طرف ایک دوسرے کو دعوت دیتے ہیں۔ ایک پوچھنے والے نے دریافت کیا کیا یہ اس وجہ سے ہوگا کہ ہم اس زمانے میں تعداد کے لحاظ سے کم ہوں گے؟ فرمایا کہ نہیں بلکہ تم اس زمانے میں بہت زیادہ ہوگے لیکن اس زمانے میں تمھاری حیثیت سیلاب کے رخ پر بہنے والے خس و خاشاک کی ہوگی، اور اللہ تعالیٰ تمھارے اعداء کے قلوب سے تمھاری ہیبت نکال دیگا اور تمھارے دلوں میں وھن پیدا کردے گا۔ سوال کرنے والے نے پوچھا کہ وھن کیا ہے؟ ارشاد ہوا کہ دنیا کی محبت اور موت سے کراہت و نفرت۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَثَلُ الَّذِیْ یُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَیْرَ وَیَنْسیٰ نَفْسَہٗ کَمَثَلِ السِّرَاجِ یُضِیْءُ لِلنَّاسِ وَیُحْرِقُ نَفْسَہٗ۔

(الترغیب والترہیب بحوالہ طبرانی بروایت حضرت جندب بن عبداللہ الانصاریؓ)

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کی مثال، جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتا ہے اور خود اپنے نفس کو بھلائے بیٹھا ہے۔ ایسی ہے، جیسے چراغ، کہ لوگوں کے لئے تو روشنی مہیا کرتا ہے مگر خود اپنے آپ کو جلا ڈالتا ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .... اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ :-

شَبَابَکَ قَبْلَ هَرَمِكَ
وَ صِحَّتَكَ قَبْلَ سُقْمِكَ
وَ غِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ
وَ فَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ
وَ حَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ۔

(مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی بروایت حضرت عمرو بن میمون الاودی رضؓ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا.... کہ پانچ حالتوں کو پانچ حالتوں (کے آنے) سے پہلے غنیمت جانو۔

۱- اپنی جوانی کو اپنی بڑھاپے سے پہلے
۲- اپنی صحت کو اپنی بیماری سے پہلے
۳- اور اپنی خوشحالی کو اپنی محتاجی سے پہلے
۴- اور اپنی فرصت کے لمحوں کو اپنے اشتغال (مشغولیت) سے پہلے
۵- اور اپنی زندگی کو اپنی موت سے پہلے

Marfat.com

لایبلغُ العبدُ ان یکون من المتقین حتی یدعَ مالا باس بہ حذراً لما بہ الباسُ

(حقیقتِ تقویٰ بحوالہ ترمذی وغیرہ)

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ) کوئی بندہ متقین کے بلند مقام تک نہیں پہونچ سکتا جب تک کہ وہ ناجائز میں مبتلا ہونے کے خطرہ سے بہت سی جائز باتوں کو بھی چھوڑ نہ دے

اِنّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اِنّ الحیاءَ والایمان قُرِنا جمیعاً فاذا سُلِبَ احدُھما تَبِعَہُ الآخر۔

(ترجمان السنت بحوالہ بیہقی بروایت حضرۃ ابن عمرؓ)

آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حیاء اور ایمان ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں، جب ان میں سے ایک چھین لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہو جاتا ہے

اِنّہٗ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقولُ لکلِّ شیءٍ صقالۃٌ وصقالۃُ القلوبِ ذِکرُ اللّٰہ۔

(حیوٰۃ المسلمین بحوالہ بیہقی بروایت حضرۃ ابن عمرؓ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے کہ ہر چیز کی ایک قلعی ہوتی ہے، اور دل کی صفائی و قلعی اللہ کا ذکر ہے

معیار میزان

یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ[1]

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تجیئ الاعمال فتجیئ الصلوٰۃ
فتقول یا رب، انا الصلوٰۃ، فیقول
تعالیٰ انک علی خیر، فتجیئ الصدقۃ
فتقول یا رب، انا الصدقۃ،
فیقول تعالیٰ انک علی خیر،
ثم تجیئ الصیام۔ فیقول
یا رب انا الصیام، فیقول
تعالیٰ انک علی خیر ثم
تجیئ الاعمال علی ذلک، یقول
اللہ تعالیٰ انک علی خیر ثم
یجیئ الاسلام فیقول،

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ کے
حضور اعمال آئیں گے، پس نماز
حاضر ہوگی اور کہے گی کہ اے رب میں
نماز ہوں، اللہ فرمائے گا تو بھلائی کے
مرتبہ پر ہے، پھر صدقہ آئے گا اور کہے گا
کہ اے رب میں صدقہ ہوں، اللہ فرمائے گا
کہ تو بھلائی کے مرتبہ پر ہے۔ پھر روزہ
آئے گا اور کہے گا کہ اے رب میں روزہ
ہوں، اللہ فرمائے گا تو بھلائی کے
مرتبہ پر ہے، پھر دیگر اعمال (صالحہ)
اسی طرح آتے رہیں گے اور اللہ تعالیٰ

---

[1] مومنو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ (کہ تمہارا کوئی شعبۂ زندگی اسلامی ہدایت وتعلیم سے چھوٹنے نہ پائے) (سورۂ بقرہ)

یا رب انت السلام وانا الاسلام، فیقول اللہ تعالیٰ انک علی خیر۔ بک الیوم اخذ و بک اعطی ــــ قال اللہ تعالیٰ فی کتابہ ــــ ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین۔ (مشکوٰۃ بحوالہ مسند امام احمد بروایت حضرت ابوہریرہ رض)

ہر ایک کو جواب دیا جائے گا کہ ــــ تو بھلائی (کے مرتبہ) پر ہے (یہاں تک کہ) پھر اسلام آئے گا اور کہے گا کہ اے رب، تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں اللہ فرمائے گا تو بھلائی (کے مرتبہ) پر ہے آج کے دن تجھی کو معیار بنا کر میں (لوگوں سے) مواخذہ کروں گا اور تجھی کو میزان بنا کر (لوگوں کو) انعامات سے نوازوں گا ــــ چنانچہ اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ ومن[1] یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ الآیہ

تشریحی اشارات:ــ دین زندگی گزارنے کے طریقہ کو کہتے ہیں سرگرمیِ حیات کسی خاص کام اور کسی مخصوص دائرۂ عمل میں محدود نہیں، بلکہ معاشرت و معیشت، سیاست و حکومت، عمران و تمدن،

---

[1] اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین (نظام زندگی) کا طالب ہوگا، وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، اور ایسا شخص آخرت میں خسارہ پانے والوں میں ہوگا۔

Marfat.com

تجارت، ملازمت اور مسجد و مدرسہ وغیرہ سبھی زندگی کے میدانِ عمل ہیں زندگی کے مختلف شعبے ہیں۔ زندگی خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی، بہرحال وہ اپنے لئے ایک لائحہ عمل، ایک طریقِ کار اور ایک اصول کی خواہاں ہے اور ان تمام شعبوں میں انسان جو طور طریقہ اختیار کرتا ہے، جن اصول پر عمل کرتا ہے اور اپنی ساری سرگرمیاں جس ضابطہ اور جس نظام کے تحت انجام دیتا ہے، وہ ضابطہ، وہ نظام، وہ طریقہ اور وہ اصول اُس کا دین ہے۔

اسلام محض چند مراسم پرستش کا نام نہیں، بلکہ اس کی حیثیت ایک دین کی ہے، مکمل دین کی، یہ زندگی کا ــــ انفرادی ہو یا اجتماعی ــــ ایک نظام العمل ہے، وہ نظامُ العمل جو انسان کے خالق و حاکم نے اپنے رسول ؐ کے ذریعہ انسانوں کو بتایا ہے۔ اہل و عیال کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ ہونا چاہئے۔ شوہروں کا اپنی بیویوں کے ساتھ سلوک کس قسم کا ہو، بیویاں اپنے شوہروں کے ساتھ کس طرح پیش آئیں، پڑوسیوں سے کس طرح کا سلوک کرنا چاہئے، تجارت کے اصول کیا ہیں، دفتروں میں اپنے کام کس طرح انجام دیئے جائیں، معاشیات و اقتصادیات کے لئے کن ضوابط کو پیشِ نظر رکھنا چاہئے، حکمرانی کے طریقے کیا ہیں مقدمات کے فیصلے کس طرح کرنے ضروری ہیں۔ بین الاقوامی تعلقات کی نوعیت کیا ہونی چاہئے، صلح و جنگ کے قواعد و مقاصد اور شرائط و موانع کے خطوط کیا ہیں، وہ کون سے اوقات ہیں کہ وہ جب آ جائیں

تو یہ سارے کام چھوڑ کر مسجد کا رُخ کر لینا ضروری ہے، کھانے پینے کے
آداب کیا ہیں، سال کے تمام دنوں میں ہر وقت، جب دل چاہے
اکل و شرب کی اجازت ہے، یا چند دنوں کے لئے چند اوقات میں
خورد نوش اور ساری لذتیں ترک کر دینی چاہئیں، روپے پیسے کے حاصل
کرنے کے ذرائع و وسائل اور طریقے کیا ہیں، ان کے مصارف کیا ہونے
چاہئیں، غرض انسان اپنی زندگی میں جتنے کام کرتا ہے ان سارے
کاموں کے لئے اللہ تعالیٰ نے چند اصول و شرائط بتا دیے ہیں، ان اصول
و شرائط کی پابندی کرتے ہوئے کاموں کی انجام دہی کا نام اسلام ہے،
نماز یا روزہ، زکواۃ یا حج یقیناً فرائض ہیں، اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں
کہ اسلام کے ستون ہیں، اسلام کی بنیادیں ہیں، مگر عمارت تو نہیں؟ بنیاد و ستون
اپنی اہمیت کے لحاظ سے اوّلیت کا مرتبہ تو یقیناً رکھتے ہیں، مگر کیے تو جائیں گے
عمارت کے اجزا ہی؟ محض اساس و بنیاد کا قیام، عمارت کی تعمیر تو نہیں
محض بنیاد و ستون کا قیام وجود زندگی کی عمارت کی تکمیل تو نہیں، اور اس
عمارت کے فوائد و منافع تو حاصل نہیں ہو جاتے؟ نظامِ اسلام کے ان اجزا
میں سے کسی ایک جزء، یا محض چند مخصوص اجزاء پر عمل پورے اسلام پر عمل تو
نہیں جائے گا؟ برکت و رحمت اور دنیوی و اخروی فوز و فلاح کی ضمانت
اسلام نے لی ہے، نہ کہ اسلام کے کسی جزء یا صرف چند مخصوص اجزاء نے۔ لیکن
جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ صرف پانچ وقت کی نماز پڑھ لینے اور زندگی کے بقیہ
میں اللہ کی ہدایات سے بے نیاز ہو کر سرگرم عمل ہونے سے قیامت میں نجات

ناکامی اور اللہ کی ناراضگی سے بچ جائے گا، وہ سخت بھول میں ہے، جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ سال میں ایک بار زکوٰۃ کی رقم نکال دینے اور کسی حاجت مند کی حاجت روائی کر دینے کے بعد وہ آزاد ہے کہ جس طرح چاہے مال حاصل کرے اور جن مصارف میں چاہے استعمال کرے، ایسا شخص خطرناک کھیل کھیل رہا ہے، قیامت میں جس طرح یہ سوال کیا جائے کہ وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا رہا ہے یا نہیں، اسی طرح اس شخص کو اس سوال کا جواب بھی سوچ لینا چاہئے کہ اس نے مال کس ذریعہ سے حاصل کیا، سود، جوا اور مکر و فریب سے اگر حاصل کیا ہوگا تو اسے اس کی سزا بھگتنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ ساتھ ہی اس شخص کو اس کا بھی جواب دینا ہوگا کہ اس نے اپنے مال کو خرچ کن کاموں میں کیا؟ برے اور ناجائز مصارف میں خرچ کیا ہوگا، تو اسے اس کی سزا بھگتنی پڑے گی، اسی طرح سال کے چند مہینوں میں روزے رکھ لینے اور بقیہ ایام میں حلال و حرام سے بے پرواہ ہو کر مشغلۂ اکل و شرب رکھنے والے شخص کی گلو خلاصی نہ ہو گی۔

ایسے نمازی کی نماز قیامت میں اللہ کے حضور اُس کی سفارش کرنے آئے گی، پروردگار عالم فرمائے گا کہ اے نماز، تو سراپا خیر و نیکی ہے، مگر آج کے دن کامرانی و سرخ روئی کے لئے محض کسی کا نمازی ہونا کافی نہیں، بلکہ جس نے اپنی دنیوی زندگی کو اسلام کے رنگ میں رنگا ہوگا، آج کے دن وہ میری رضا کا مستحق اور انعام و اکرام کا سزاوار ہے۔ زکوٰۃ و صدقہ دینے والے ایسے شخص کی سفارش اُس کی زکوٰۃ و خیرات کی جانب سے ہوگی، مگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے صدقہ و خیرات

کے بھلائی و خیر ہونے کے اظہار کے بعد جزا و سزا کے لئے معیار و مدار اسلام کو قرار دیا جائے، ایسے صائم کا روزہ مجرد و خیر کی سند تو حاصل کرلے گا، لیکن رضائے الٰہی اور فلاح کی کلید اسلام ہی ہوگا، علیٰ ہذا القیاس دیگر انفرادی نیکیاں محض جز وی حیثیت سے انسانوں کو مواخذہ سے بری کرنے کے لئے کافی نہ ہوں گی، بلکہ اس دن انسان کی دنیوی زندگی کا وہ دستور العمل اُس کے کام آئے گا، جس کا نام اسلام ہے، اگر اس نے اپنی پوری زندگی میں ـــــ انفرادی ہو یا اجتماعی ـــــ اس دستور العمل کو جاری وساری کیا ہوگا، ورنہ احتساب و مواخذہ اور عتاب و سزا کا مستوجب ہوگا۔

دورِ ابتلا - اور - دورِ مہلت

أَحَسِبَ النَّاسُ اَن يُّتْرَكُوْآ اَن يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ؟ ...... [1]

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِيْنَ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ [2]

...... قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان من قبلکم — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے بعض داعیانِ حق کو اس طرح کی ایذا

---

[1] کیا لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ مجرد یہ اعتراف کردینے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور انھیں آزمایا نہ جائے گا؟ (سورۂ عنکبوت)

[2] اور تم لوگوں کو ہم آزمائیں گے تا کہ تم میں جو مجاہد ہیں وہ اپنی ثابت قدمی کے ثبوت ہمیں دیں، تمھارے حالات ہم جانچ لیں۔ (سورۂ محمد)

Marfat.com

ليمشط بمشاط الحديد ما دون عظامه من لحم او عصب ما يصرفه ذلك عن دينه ويوضع المنشار على مفرق راسه فيشق باثنين ما يصرفه ذالك عن دينه وليتمن الله هذا الامر حتى يسير الراكب من صنعاء الى حضرموت ما يخاف الا الله

(بخاری بروایت حضرت خباب رض)

دی جاتی کہ لوہے کی کنگھیاں ان کے گوشت کے نیچے ہڈیوں اور پٹھوں پر جکڑ دی جاتیں، مگر یہ ایذا رسانی انھیں دین حق سے باز رکھنے میں ناکام ہوتی اور ان کے سر پر آرہ رکھ کر انھیں دو ٹکڑے کر دیے جاتے پھر بھی وہ دین حق سے برگشتہ نہ ہوتے ـــ اس دین کو اللہ غالب کرکے رہے گا، یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک تن تنہا سفر کرے گا اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يأتي على الناس زمان الصابر فيهم على دينه كالقابض على الجمر۔

(مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی بروایت حضرۃ انس رض)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایسا دور بھی آتا ہے کہ ان میں سے وہ شخص جو دین حق پر قائم ہو اور مصائب و آلام پر صابر، اُس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی نے اپنی مٹھی میں انگارے لے رکھا ہو۔

Marfat.com

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا رأیت اللہ عزوجل یعطی العبد من الدنیا علی معاصیہ ما یحب فانما ھی استدراج ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیھم ابواب کل شیء حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذناھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون ۝

(مشکوٰۃ بحوالہ مسند امام احمد بروایت حضرت عقبہ بن عامرؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ بندے کو باوجود اس کے معاصی (میں منہمک رہنے) کے اس کو دنیا کی محبوب نعمتیں عطا فرما رہا ہے تو جان لو کہ یہ ایک مہلت ہے، (جو اسے دی گئی ہے) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

فلما[1] نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیھم ابواب کل شیء حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذناھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون

تشریحی اشارات:- جس طرح یہ نہیں ہو سکتا کہ آگ اور پانی کی یکجائی ہو سکے، اور جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ایک ہی پٹری پر دو مخالف سمتوں سے

---

[1] پھر جب انھوں نے اس نصیحت کو جو ان کو کی گئی تھی، فراموش کر دیا تو ہم نے اُن پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے یہاں تک کہ جب ان نعمتوں میں جو اُن کو دی گئی تھیں خوب فرح و سرور ہو گئے تو ہم نے انکو اچانک گرفت میں لے لیا، پھر وہ اسوقت مایوس ہو کر رہ گئے۔

آنے والی گاڑیاں متصادم ہوئے بغیر ایک ہی مسافت پر صحیح وسالم رواں دواں ہوں، اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی معاشرہ میں اٹھی ہوئی دو مخالف تحریکوں کا آپس میں تصادم نہ ہو، عام ازیں کہ ان دو تحریکوں میں سے کوئی ایک حق ہو یا دونوں باطل ہوں، ٹکراؤ اور کشمکش بہر حال لازمی ہے، اور جب ایسا ہے تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ حق اور باطل کے درمیان کسی طرح کی کوئی مزاحمت نہ ہو اور باطل اپنے پورے وسائلِ مکر و خدع اور فرعونی جبر و قہر کو لے کر حق کی راہ مسدود کرنے کے لئے آن کھڑا نہ ہو اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اہلِ حق کو نہ تہمتوں اور ملامتوں کا ہدف بننا پڑے، نہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں، نہ جسم زخموں کی بیتابیوں سے آشنا ہوں، نہ جان و مال کی قربانی و ایثار کی نوبت آئے۔ حق، یہ تو وہ موتی ہے جو آگ کے سمندر میں غوطہ زن ہونے کے بعد دستیاب ہوتا ہے۔

پھر سنت اللہ ہمیشہ سے یہ رہی ہے کہ مفسدین فی الارض کا استیصال کرکے باطل کی جگہ زمین پر حق کا قیام اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک خدا اپنے سرکش بندوں پر اتمامِ حجت نہیں کر لیتا اور اس اتمامِ حجت کے لئے بہر حال ایک میعاد اور ایک مخصوص مدت درکار ہے۔ اس عرصہ میں حق سے انحراف کرنے والوں نے اگر راہ ہدایت اختیار کر لی تو فبہا ورنہ وہ تمرد و عصیان کی راہ پر سرپٹ دوڑتے چلے جاتے ہیں اور اپنے اعمال سے ثابت کر دیتے ہیں کہ اب وہ پلٹنے کے نہیں، یہاں تک کہ اُس تختہ پر آ کر کھڑے ہو جاتے ہیں جو ہلاکت و بربادی کے دہانے کو چھپائے رہتا ہے، ادھر اس عبوری دور میں داعیانِ

حق سے اُن کے اخلاص و عزمِ راسخ کے ثبوت پیش کرنے کا مطالبہ ہوتا ہے عقلاً و فطرۃً یہ مطالبہ ہونا چاہیے، محض دعاء نہ کبھی قابلِ اعتبار سمجھا گیا ہے اور نہ سمجھا جا سکتا ہے، محض آرزوؤں سے نہ کوئی چیز ملی ہے اور نہ حاصل کی جا سکتی ہے، چنانچہ حق کا بول بالا کرنے کے دعویٰ کرنے والوں پر ابتلاء و محن کا دروازہ کھولا جاتا ہے، یہاں تک کہ جو لوگ اپنے ادعائے ایمان و اسلام کی صداقت مصائب و آلام کی آزمائشوں میں پیش کر دیتے ہیں وہ اس کے مستحق ٹھہرتے ہیں کہ دنیا و آخرت کی کامرانیوں اور فوز و فلاح سے مشرف کئے جائیں، چنانچہ ان متمرد اور سرکش لوگوں کے قدموں کے نیچے سے وہ تختہ سرکا دیا جاتا ہے، جس کے نیچے ہلاکت و بربادی کا عمیق و مہیب غار ہوتا ہے اور آزمائشوں میں پورے اُترنے والے ان اہلِ حق کے ہاتھوں میں، زمین کا مالک اپنی ملک کے انتظام کی زمام کار دے دیتا ہے، پس ایک طرف یہ میعاد اہلِ حق کے لئے دورِ ابتلا ہے، تاکہ وہ صبر و استقامت دکھا کر اپنے دعوے کی صداقت پیش کریں اور دوسری طرف اہلِ باطل کے لئے زمانۂ مہلت ہے کہ وہ سنبھلنا چاہیں تو سنبھل جائیں۔

اور پھر جبکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملکوتُ السماوات والارض کا مشاہدہ اس لئے کرایا جاتا ہے، تاکہ وہ اذعان و تیقن کے اس مرتبہ پر فائز ہوں جو عینُ الیقین کا مرتبہ ہوتا ہے، اور دنیا کی بڑی سے بڑی دلیل اور شدید سے شدید تر مصیبت و ایذا انھیں ایک لمحہ کے لئے بھی ریب و شک اور اضمحلال میں نہ ڈال سکے، تو اُن کے صابر متبعین کے لئے اُن کے اس دَو

ابتلا میں نصرت و تائیدِ الٰہی کے ایسے جلوے دکھائے جاتے ہیں جن سے انکا ایمان اور راسخ ہوتا چلا جاتا ہے اور جو ان کے ایمان کی قوت و ازدیاد کے باعث بنتے ہیں، ساتھ ہی ان پر مصائب و آلام اور ایذا رسانیوں کے وہ سارے حالات و کوائف گزار دیے جاتے ہیں، جو ایک مخلوق کی جانب سے دوسری مخلوق پر کئے جاسکتے ہیں۔ تاکہ وہ اُن سارے غم و اندوہ سے آشنا ہو جائیں جو ماحول کی ناسازگاریوں کے سبب پہونچتے ہیں، عسرت و ضیق کی اُن ساری تلخیوں کو وہ چکھ لیں جو معاشی و معاشرتی حیثیت سے ایک انسان کو پہونچ سکتی ہیں اور ظلم و جور کی ان ساری دردناکیوں کا بذاتِ خود تجربہ کر لیں جو طاغوتی جبر و تشدد کی جانب سے پہونچائی جاتی ہیں تاکہ وہ ہمیشہ اپنے مجروح جسم و روح کو دیکھتے رہیں اور منصب قیادت پر فائز ہونے کے بعد طاقت و قوت کا غلط استعمال نہ کریں اور بندگانِ خدا کے حق میں کسی طرح کی اذیت، کسی قسم کا دکھ اور کسی طرح کی سخت گیری کرنے کے وقت اپنے جسم و روح کی تکالیف و آلام کو یاد رکھیں اور اس کے انجام کے لئے اُن کا زخم خوردہ اور شکستہ قلب و جسد عبرت مجسم کی شکل میں ان کی نظروں کے سامنے رہے۔

مسئولیت

اَیَحسَبُ الانسانُ ان یُترکَ سُدیً؟[1]

اِنَّ السمعَ وَالبصرَ والفؤادَ کلُّ اولئک کانَ عنہُ مسئولا[2]

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لاتزول قدما ابن آدم
یومَ القیامۃِ حتی یُسئَلَ
عن خمسٍ:۔

عن عُمرہٖ فیما افناہ ؟

وَ عن شبابہٖ فیما ابلاہ ؟

وَ عن مالہٖ این اکتسبہٗ ؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ابن آدم کے قدم (اپنی جگہ سے) اس وقت تک نہیں ہٹنے پائیں گے جب تک اس سے پانچ باتوں کے متعلق بازپرس نہ کرلی جائے۔

۱۔ اس کی عمر کے متعلق کہ کس (دھن) میں اس کو ختم کیا ——— اور

۲۔ اس کی جوانی کے متعلق کہ کس (سرگرمی) میں اس کو پرانا کیا ——— اور

۳۔ اسکے مال کے متعلق کہ کہاں سے اسکو حاصل کیا ——— اور

---

[1] کیا انسان خیال کرتا ہے کہ وہ یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا؟ (سورۂ قیامۃ)

[2] کان اور آنکھ اور دل یہ سارے (جوارح وقوی) مسئول ہیں۔ (سورۂ بنی اسرائیل)

Marfat.com

وَ فِيمَا أَنْفَقَهُ ؟	۴۔ کس (مصرف) میں اس کو خرچ کیا ——— اور
وَ مَاذَا عَمِلَ فِيمَا عَلِمَ ؟	۵۔ جو کچھ اس نے (دین کے متعلق) جانا، اس پر کتنا عمل کیا؟

(مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی بروایت حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ)

قال رسول اللہ صلی اللہ	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
علیہ وسلم الا	فرمایا کہ ہوشیار رہو تم میں سے ہر شخص
کلکم راع و کلکم	نگہبان ہے، اور ہر شخص سے اس کی
مسئول عن رعیتہ	زیر نگرانی شے کے بارے میں بازپرس
فالامام الذی علی الناس	کی جائے گی، پس وہ امیر جو لوگوں
راع و ھو مسئول	کا راعی ہے، اس سے اس کی رعیت
عن رعیتہ والرجل راع	کے بارے میں سوال کیا جائے گا،
علیٰ اھل بیتہ و ھو مسئول	اور مرد اپنے گھر والوں کا نگراں ہے
عن رعیتہ و المرأۃ راعیۃ	اس سے ان کے بارے میں سوال کیا جائیگا
علیٰ اھل بیت زوجھا	اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اسکے
وولدہ و ھی مسئولۃ	لڑکوں کی محافظ ہے، اس سے انکے
عنھم و عبد الرجل راع	متعلق سوال کیا جائے گا، اور غلام
علیٰ مال سیدہ و ھو مسئول	اپنے آقا کے مال کا نگراں ہے اس سے

Marfat.com

عَنْہُ اَلا فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ۔

(مشکوٰۃ بحوالہ بخاری و مسلم بروایت حضرت عبداللہ بن عمر رضہ)

اس کی بابت سوال کیا جائے گا، یاد رکھو کہ تم میں سے ہر شخص نگہبان و نگراں ہے اس سے اس کی زیر نگرانی چیزوں کی بابت بازپرس ہوگی۔

تشریحی اشارات:- دنیا میں انسان کا یہ مقام متعین ہو جانے کے بعد، کہ اس کی حیثیت یہاں مختار مطلق کی نہیں ہے اور وہ ایک غیر ذمہ دار مخلوق بنا کر اس دنیا میں پیدا نہیں کیا گیا ہے، بلکہ خالق کائنات کا وہ خلیفہ ہے اور خلافت کے فرائض کی انجام دہی کی خاطر اس زمین پر اس کی تخلیق ہوئی ہے —— از خود یہ چیز واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ ایک ایسا وقت آنا چاہئے جبکہ انسان سے اسکا احتساب ہو کہ اس نے اپنے فرائض کو کس طرح انجام دیا، اور اس معاملہ میں اس کی غفلت و کوتاہی پر اس کی سرزنش کی جائے اور حسن کارکردگی پر اسے انعام و اکرام سے نوازا جائے۔

پس وہ شخص اور وہ گروہ جو اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ اس کی کوئی قوت صلاحیت اور کوئی طاقت و اہلیت اس کی بے قید ملکیت نہیں اور ہر وہ منفعت جو زمین پر اسے حاصل ہو اور ہر وہ چیز جو اسکے زیر تصرف ہے اسکا وہ مالک نہیں، بلکہ "راعی" ہے اور محدود دائرے میں رہ کر ایک خاص میعاد تک استعمال کرنے کی خاطر یہ اشیاء اس کی تحویل میں دی گئی ہیں، پھر اسے ایک دن اپنی ساری ظاہری و باطنی قوتوں اور صلاحیتوں کی ایک ایک کارکردگی کی جواب دہی اس ہستی کے سامنے

Marfat.com

کرنی ہے، جس نے یہ ساری چیزیں اس کی نگرانی و اختیار میں دیکر اُسے امین متصرف کی حیثیت سے اس دنیا میں بھیجا ہے —— ایسے شخص اور ایسے گروہ کا یہ اذعان و یقین اُس کو ہر اُس نارو اعمل سے باز رکھنے پر مجبور کرتا ہے، جو وہ اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی میں کرتا رہتا ہو یا کر سکتا ہو، یہی عقیدۂ آخرت جو ایمان باللہ کا ایک لازمی تقاضا ہے، انسانی زندگی میں صلاح و تقویٰ کی نشو و نما اور نمود و ظہور کی اساس ہے، یہ عقیدہ انسانی قلوب میں جتنی شدت سے راسخ ہوگا اسی شدت سے انسان اپنے آپ کو محاسن و مکارم کے اختیار کرنے اور منہیات و منکرات سے ترک و احتراز پر مجبور پائے گا اور آج انسانی زندگی کے جس شعبہ میں جہاں کہیں بھی کوئی فساد نظر آرہا ہے یا جب کبھی کوئی فساد رونما ہوا ہے، دراصل اسی عقیدۂ آخرت کے ضعف کا نتیجہ ہے اور فساد کی زیادتی و کمی اور اس کی نوعیت و کیفیت اس عقیدہ کے اضمحلال و فنا کے تناسب سے ہوا کرتی ہے۔

ذکر و دعا

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ[1]

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ[2]

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

---

[1] تم مجھے یاد رکھا کرو میں (بھی) تمھیں یاد رکھا کروں گا اور (میری ہدایت پر چل کر میرے احسانات کی) شکرگزاری کرتے رہو اور راہ حق سے منحرف ہو کر میرا کفر نہ کرو۔ [2] بھلا کون بیقرار کی التجا قبول کرتا ہے؟ جب (بے قرار) اس (قبول کرنیوالے) سے دعا کرتا ہو اور کون تنگی، تکلیف و کرب کو دور کرتا ہو (سورہ نمل) [3] اور تمھارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو، میں تمھاری دعا قبول کروں گا (سورۂ مومن)

Marfat.com

إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيمٌ
يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهٖ
إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ أَنْ
يَرُدَّهُمَا صِفْرًا
(ترجمان السنة بحوالہ ترمذی وغیرہ
بروایت حضرت سلمان رض)

کہ اللہ تعالیٰ حی کریم ہے، اس کو اپنے
بندے سے شرم آتی ہے کہ جب وہ اسکے
سامنے اپنی حاجت کے لئے دونوں
ہاتھ اٹھاوے، تو وہ ان کو خالی
واپس کردے۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ
مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ
فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَاءِ
(مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی
بروایت حضرت ابن عمر رض)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ دعا نازل شدہ مصائب وآلام
اور آنے والی ابتلاؤں دونوں حالات
میں نافع ہے، پس اے خدا کے بندو! دعا
پر کاربند رہو۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ
يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ
مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ قِيلَ يَا
رَسُولَ اللّٰهِ، مَا الاِسْتِعْجَالُ؟
قَالَ يَقُولُ قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ أَرَ
يُسْتَجَابُ لِي فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے
کی دعاء قبول کی جاتی ہے تاوقتیکہ وہ
کسی اثم و معصیت یا رشتہ کے انقطاع
کی دعا نہ کرے اور جب تک کہ جلدی
نہ مچائے۔ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ
جلدی کرنے کا کیا مفہوم ہے؟ ارشاد
ہوا کہ جلد بازی یہ ہے کہ دعا کنندہ یہ کہے

ذٰلک ویدع الدُّعاءَ۔

(مشکوٰۃ بحوالہ مسلم

بروایت حضرۃ ابوہریرۃ رض)

کہ میں نے بار بار دعا مانگی، لیکن وہ قبول نہ ہوئی، پھر وہ مایوس ہو کر بیٹھ رہے اور دعا کرنا چھوڑ دے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَن سَرَّہٗ اَن یَستجیبَ اللہ لہٗ عند الشّدائد فَلیکثر الدّعاءَ فی الرخاءِ

(مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی

بروایت حضرۃ ابوہریرۃ رض)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ سختیوں اور دردناکیوں کے وقت اس کی دعا قبول فرمائے اُسے چاہئے کہ اپنی آسائش و خوش حالی کے زمانے میں کثرت سے دعا مانگا کرے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَا مِن مُسلمٍ یدعو بِدعوۃٍ ...... اِلّا اعطاہُ اللہ بہا احدیٰ ثلٰث اِمّا ان یعجل دعوتہ واِمّا ان یدّخرھا لہ فی الاٰخرۃِ واِمّا ان یصرِفَ عنہ من السّوءِ (الحدیث)

(مشکوٰۃ بحوالہ مسند امام احمد

بروایت حضرۃ ابوسعید الخدری رض)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ مسلم کوئی دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز ضرور عطا فرماتا ہے۔ یا تو اسکی دعا جلدی قبول فرما لیتا ہو یا اس کی دعا کو آخرت میں اس کے کام آنے کے لئے ذخیرہ بنا رکھتا ہے یا اس سے کوئی اتنی ہی برائی دور کر دیتا ہو جسقدر کہ اس نے اپنی دعا میں نفع

[illegible]

...... ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجل یطیل السفر اشعث اغبر یمد یدیہ الی السماء یارب یارب ومطعمہ حرام ومشربہ حرام وملبسہ حرام وغذی بالحرام، فانی یستجاب لذلک؟
(مشکوٰۃ بحوالہ مسلم
بروایت حضرۃ ابو ہریرۃ رض)

(پھر آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے) ایک ایسے شخص کا (تمثیلاً) ذکر کیا، جو طویل سفر کر کے آتا ہے، پریشان حال غبار سے اَٹا ہوا، اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف پھیلا کر پکارتا ہے، اے رب، اے رب، مگر اس کی خوراک حرام کی ہو اُس کا پینا حرام کا ہے، اس کی پوشاک حرام کی ہے اور حرام کی غذا سے نشوونما پایا ہے، بھلا اس کی دعا کیا قبول ہو گی؟

تشریحی اشارات:۔ بندے کا کام سعی اور جدوجہد ہے، مساعی کے بارآور ہونے میں انسانی اختیارات کو کوئی دخل نہیں، یہ صرف اللہ کی مشیت اور اسکے قبضۂ قدرت میں ہے کہ انسان کی کوششیں کارگر ہو جائیں۔ اس لئے ایک بندۂ مومن کی روش یہ ہونی چاہیئے کہ وہ اپنی پوری صلاحیت و طاقت اُس مقصد کے حصول کی خاطر صرف کرتا رہے جس مقصد کے لئے اُسے دنیا میں لباسِ وجود و خلقت عطا کیا گیا ہے، ساتھ ہی وہ اپنی سرگرمیوں کے نتیجہ خیز ہونے کے لئے اُس ہستی سے التجائیں کرتا رہے جس کے قبضہ میں انسانی مساعی کے نتیجہ خیز ہونے کا سررشتہ ہے۔

پھر ایک بندۂ مومن کا یہ کام نہیں کہ وہ مادی اسباب و ذرائع پر اعتماد

کرے۔ اس کا جو کچھ بھی اعتماد و سہارا ہوتا ہے، عالم کائنات پر ہوتا ہے۔ اس لئے بھی اللہ کی جانب رجوع و انابت سے غفلت نہ کرنی چاہئے۔ مادّی اسباب و ذرائع کی حقیقت اور اپنے رب پر اعتماد کی قوت و شوکت اور رجوع الی اللہ کے کرشموں کے لئے تاریخ اپنے اندر بے شمار بصیرتیں رکھتی ہے، ایک ہزار کے پُر شکوہ اسلحہ بند عساکر جرار کے مقابلہ میں تین سو کی بے سروسامان اور ضعیف و ناتوان تعداد مادّی اسباب و ذرائع کے لحاظ سے کیا حیثیت رکھتی ہے؟ مگر سجدہ ریز جبین اقدس کے ساتھ وہ دعائے خاشعانہ ہی تو تھی جس نے دنیا کی تاریخ پلٹ کر رکھ دی۔

پھر انسان اپنی ساری طاقتوں اور صلاحیتوں کے باوجود کوتاہیوں اور خامیوں کا پتلا ہے، اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کو دور کرنے اور ان پر قابو پانے کے لئے بہر حال اسے توفیق الٰہی درکار ہے، اور خدا کی توفیق بلا مانگے ملے گی۔؟

اور پھر ایک بندۂ مخلوق اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کے باوجود اپنی قوتِ بازو کے زعم میں مبتلا ہو کر کوئی قدم اٹھاتا ہے تو اگرچہ اس کے حصولِ مقصد کا مادّی ذریعہ وہی ہو جو اس نے اختیار کیا ہے، اور مانا کہ اعمالِ انسانی کا ردّ عمل اور نتائج و خواص اسی طرح فطری و تکوینی ہیں جس طرح مُشاہَد و محسوس اشیاء کے خواص فطری ہیں اور یہ بھی تسلیم کہ قانونِ فطرت کے بموجب خواص و نتائج کا رونما ہونا ضروری ہے، لیکن کیا خدا کی تکوینی حاکمیت معطل ہو چکی ہے اور قانونِ فطرت پر اس کا دسترس

Marfat.com

باقی نہ رہا؟ اپنی قوتِ بازو کے زعم میں خدا سے بے نیازی اور اپنی سعی وعمل پر متکبرانہ بھروسہ خدا کی غیرتِ کبرائی کو چیلنج کرنے والا نہیں؟ آخر ایک متمرد وسرکش انسان نے جلائے جانے کے لئے وہی مادّی سبب تو اختیار کیا تھا، جو جلانے کا فعل کرتا ہے، اس نے آگ ہی کا تو اہتمام کیا تھا، برف کے تودے تو اکٹھے نہ کئے تھے، مگر باوجودیکہ مادّی ذریعہ اس نے صحیح اختیار کیا لیکن اسکی نمرودیت نے غیرتِ خداوندی کے لئے چیلنج کا کام دیا، اور وہی آگ جس نے آج تک کسی کو ٹھنڈک نہیں پہونچائی ایک برگزیدہ ہستی کے لئے سلامتی وبرودت کا گہوارہ بن جاتی ہے۔ اس لئے ایک بندۂ مومن کا کام یہ ہونا چاہئے کہ وہ اگرچہ اپنی سعی وعمل میں صحیح سمت پر گامزن ہے، اور اگرچہ جانفشانی وخلوص کے ساتھ جد وجہد کر رہا ہو مگر ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی تدبیر وقوت بازو پر بھروسہ کرکے خدا سے غفلت وبے نیازی نہ برتے بلکہ ہر آن اپنے رب سے استعانت اور استغفار کرتا رہے۔

مذکورہ ارشاداتِ نبوی کی روشنی میں دعا کے یہ آداب معلوم ہوتے ہیں:۔

۱۔ خشوع وخضوع کے ساتھ دعا، بارگاہ ایزدی میں بہرحال باریاب ہوا کرتی ہے، البتہ انسان جو عجلت پسند ہے اسے اپنی دعا کے مستجاب ہونے میں جلدی نہ کرنی چاہئے۔ اُسے کیا علم کہ رحمٰن ورحیم کی حکیمانہ مصلحتیں اس کے حق میں رحمت وشفقت کی کیا بہتر شکل تجویز کرتی ہیں۔

۲۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے کسی حق کے حدود کو توڑنے وال

دعا مقبول نہیں ہوتی۔

۳۔ دعا حالتِ ابتلا میں مصائب و آلام کے شکنجوں سے نجات دلانے والی ہے، اور کرب و اندوہ کے ہونے والے حملوں کے لئے سپر کی حیثیت رکھتی ہے۔

۴۔ مایوسی و افسردگی بھی شیطان کی ایک چال ہے جس میں وہ انسان کو مبتلا کرتا ہے تاکہ ملول ہو کر بندے اپنے رحیم و کریم خالق و رب سے دوری و انقطاع اختیار کر لیں اس لئے ناامیدی و پژمردگی کو رجوع الی اللہ کے راستہ میں کبھی حائل نہ ہونے دینا چاہیئے بلکہ دعا کی قبولیت میں اگر تاخیر ہو تو جیسے جیسے تاخیر ہوتی جائے ویسے ویسے مجیب الدعوات کی بارگاہ کی طرف اپنا اشتیاق و کشش کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرتے چلے جانا چاہیئے۔

۵۔ بہت سے لوگوں کا طرزِ عمل بسبب دیار رنج بتوں نے تو خدا یاد آیا کی تمثیل کا ہوتا ہے، یہ درست نہیں، بلکہ فراغت و خوش حالی کے زمانہ میں رجوع الی اللہ، شکر اور دعا سے غافل نہ رہنا چاہیئے۔

۶۔ اگر انسان چاہتا ہے کہ اس کی دعائیں بابِ اجابت تک پہونچیں تو اسے چاہئے کہ اس ہستی کی رضا و خوشنودی سے کبھی غافل نہ رہے جو اس کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشنے والی ہے اور اس کی رضا و خوشنودی اس کے احکام و اوامر کی تعمیل اور اس کے محرمات و ممنوعات سے اجتناب سے حاصل ہوتی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشیطان جاثم	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان انسان کے دل پر چمٹا ہوا بیٹھا

Marfat.com

علی قلب ابن آدم فاذا ذکر اللہ
خنس واذا غفل وسوس
(مشکوٰۃ بحوالہ بخاری
بروایت حضرت ابن عباس رض)

رہتا ہے جب تک آدمی اللہ کے ذکر میں رہتا
ہے شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جہاں
اللہ کی یاد سے غافل ہوا وسوسہ اندازی
شروع کر دیتا ہے

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول:-
اللّٰھم انی اعوذ بک من الاربع:-
من علمٍ لا ینفع
ومن قلبٍ لا یخشع
ومن نفسٍ لا تشبع
ومن دعاءٍ لا یسمع

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے:-
اے اللہ میں چار باتوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں-
۱- ایسے علم سے جو نافع نہ ہو-
۲- ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو-
۳- ایسے نفس سے جو آسودہ ہونا نہ جانتا ہو-
۴- اس دعا سے جو قبول نہ کی جائے-

(مشکوٰۃ بحوالہ ابو داؤد وغیرہ بروایت حضرت ابوہریرۃ رض)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلمتان
حبیبتان الی الرحمن خفیفتان
علی اللسان ثقیلتان فی المیزان
سبحان اللہ وبحمدہٖ
سبحان اللہ العظیم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ دو کلمے اللہ کو محبوب ہیں، زبان پر ہلکے
ہیں، میزان عمل میں بہت وزنی ہیں:-
۱ سبحان اللہ وبحمدہٖ (۲) سبحان اللہ العظیم

(بخاری بروایت حضرت ابوہریرۃ رض)

مطبوعہ ناظر پرنٹنگ پریس کراچی

پرمٹ ۱۲۷ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۵۳ء سے حاصل کردہ کاغذ پر یہ کتاب طبع ہوئی

Marfat.com

جواہرِ رسالت

جمع کردہ

ابو تمکین افتخار احمد

ناشر:- المطبوعات

۱/۴ بہار کالونی۔ کلیٹن روڈ۔ کراچی ۵

(پاکستان)

۴